از قلم عظمیٰ ضیاء

اہم بات:

ارمانِ دل جیسے کہ کتابی شکل میں شائع ہو چکا ہے۔ لیکن اب یہ کتاب آؤٹ آف اسٹاک ہے۔ سیکنڈ ایڈیشن کا فی الحال کوئی پلین نہیں۔۔ جیسے ہی سیکنڈ ایڈیشن کا پلین بنے گا ہم آپکو انفارم کر دیں گے۔۔ یہ مکمل کتاب (ای۔بک) پیڈ ہے۔

فی الحال ہم اس کی اقساط ریڈرز کے بے انتہاء اصرار پہ رائٹر کی اجازت سے اپلوڈ کر رہے ہیں۔

امید ہے آپ کو ہماری یہ کاوش ضرور پسند آئے گی۔

نوٹ:

صرف ایستھیٹکس ناولز کو ہی اس کتاب کو آن لائن شائع کی اجازت دی گئی ہے۔ کوئی بھی سوشل میڈیا ویب کو اس ناول کو اپلوڈ کرنے کی اجازت نہیں۔۔

بحکم : مصنفہ عظمیٰ ضیاء

AESTHETICNOVELS.ONLINE
-Explore, Dream and Read

اہم اعلان!

"اس تحریر کے تمام جملہ حقوق محفوظ ہیں۔ رائٹر کی اجازت کے بغیر کاپی کرنے والے کے خلاف قانونی قارہ جوئی کی جائے گی۔"

ارمانِ دل

"قسط نمبر 7

غلط فہمی

"یہ کیا حرکت کی تم نے؟؟ " شکیل غصہ سے بولا۔

"کیا کیا ہے میں نے؟؟ "وہ ایسے بولا، جیسے جانتا ہی نہ ہو۔

"یہ ویران سڑک۔۔۔آئسکریم؟ یہ کیا ہے؟ "وہ ہڑبڑا سا گیا۔

"کچھ نہیں۔۔ایسے ہی کہہ دیا۔۔"

"ہو ہی نہیں سکتا۔۔میں مان ہی نہیں سکتا۔۔کوئی نہ کوئی بات تو ضرور ہے۔۔ "اس نے شکی انداز میں اسے دیکھا۔

"کہا نا کچھ نہیں ہوا۔۔۔کوئی بات نہیں ہے۔۔ایک تو تم ہر بات کی وضاحت کے پیچھے پڑ جاتے ہو۔۔ "وہ غصہ کرتے ہوئے ذرا لا پرواہی سے بولا۔

"میں بتا رہا ہوں تمہیں۔۔اگر تم نے اسے ہرٹ کیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔ "شکیل نے قدرے فکر مندی سے اسے وارن کیا۔

اسکے لیئے، اسکی فکر دیکھ کر وہ نیم انداز میں مسکرایا۔

"تو دوست کا خیال نہیں تمہیں؟؟"

"خیال تو بہت ہے۔۔لیکن دوست کو شاید خود اپنی فکر نہیں۔۔لیکن اسے میں نے اپنی بہن کہا ہے ۔۔اور میری بہن کے ساتھ کوئی ناانصافی کرے۔۔۔یہ مجھ سے برداشت نہیں ہو گا۔۔امید ہے۔۔تم میری بات سمجھ رہے ہو گے۔۔ "وہ تنبیہی انداز میں بولا۔اور یہ جا، وہ جا۔

ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ اسکی بات سن کر وہ لاجواب ہو کر رہ گیا۔

"میرا رویہ کہیں اسے مجھ سے دور نہ کر دے۔۔مجھے طنز نہیں کرنا چاہیئے تھا۔۔مجھے ایکسکیوز کرنا ہو گا ۔۔۔ "اس نے سوچتے ہوئے گھڑی پر ایک نظر ڈالی اور تیزی سے اٹھا۔

دوسری طرف وہ بھی خود کے ساتھ الجھ رہی تھی۔

"حد ہوتی ہے بھئی۔۔اس قدر طنز۔۔۔ابھی کل ہی دوست کہا۔۔اور آج سبھی کے سامنے۔۔کیا دوستی ایسی ہوتی ہے؟" اچانک اسکے ذہن میں رات والا منظر آیا۔ "لیکن رات کو میرے اور سرمد بھائی کے علاوہ تو وہاں کوئی۔۔ "سوچتے سوچتے وہ رُکی۔اسے وہ سایہ یاد آیا مگر دھندلا سا جو اس نے نیم سا دیکھا تھا، جسے اس نے اپنا وہم جانتے ہوئے اگنور کر دیا تھا۔

"لیکن پھر بھی۔۔۔میری پرسنل لائف ہے۔۔اسطرح سے ایسے کیسے وہ۔۔ "وہ خود سے باتیں کرتے ہوئے گہری سوچ میں مبتلا ہوئی مگر اچانک گھڑی پر نظر پڑتے ہی تیزی سے اٹھی۔شام کے پانچ بج چکے تھے۔

"ایکسکیوزمی۔۔ایکسکیوزمی۔۔ "وہ تیزی سے اسکے پیچھے جاتے ہوئے بولا مگر اس نے کوئی دھیان نہیں دیا ۔" ایکسکیوزمی! " اس نے اسے مکرر پکارا۔

"جی۔۔۔ "اس نے حیرانگی سے اسکے چہرے کی طرف نگاہ ڈالی۔" سر آپ یہاں؟؟؟ "

"ایم رئیلی ویری سوری۔۔ "وہ شرمندہ ہوتے ہوئے بولا۔

"مجھے یوں طنز نہیں کرنا چاہیئے تھا۔۔ "وہ معذرتانہ انداز سے بولا۔

"اٹس۔اوکے۔۔"

"مس مسکان! " وہ زیرلب بولا۔ مگر وہ وہاں سے جا چکی تھی۔

وہ فوراََ سے پارکنگ میں آیا، گاڑی نکالی اور اسکے پیچھے چل نکلا، جہاں بس اسٹاپ پر کھڑی وہ گاڑی کا انتظار کر رہی تھی۔اسے بس اسٹاپ پہ دیکھ کر اس نے اپنی گاڑی روکی، اور گاڑی سے اتر کر اسکے قریب آیا۔

"لگتا ہے آپ بہت خفا ہیں مجھ سے۔۔ "اس نے بھنویں سکیڑ کر اسے دیکھا۔

"اگر آپ برا نہ مانیں تو میں ڈراپ کر دوں آپکو؟"اس نے مسکراتے ہوئے اسے پیشکش کی، جس پر وہ اک عجیب سی کشمکش میں مبتلا ہوئی۔

"دیکھیئے سر۔۔۔یہ ٹھیک نہیں ہے۔میں بہت ریسپیکٹ کرتی ہوں آپ کی۔۔مگر یوں آپکا معافی مانگنا ۔۔میری سمجھ سے باہر ہے۔ "وہ الجھتے ہوئے بولی۔

"ایک بات اور۔۔آئندہ کبھی اسطرح مجھے فورس مت کیجیئے گا۔۔پبلک پلیس ہے۔۔میرا روز کا آنا جانا ہے۔۔۔میں نہیں چاہتی لوگ میرے بارے میں غلط سوچیں۔۔ "وہ بناء اس کا رویہ دیکھے اپنی بات کہے جا رہی تھی اور وہ تحمل سے مسکراتے ہوئے اسکی بات سننے لگا۔

"سوری مس مسکان۔۔ "وہ شرمندگی سے بولا۔

"سوری؟؟کیوں؟؟ "وہ حیرانگی سے پوچھنے لگی۔

"مجھے آج طنز نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔میری وجہ سے آپکو پریشانی ہوئی۔۔"وہ اس سے نظریں ملانے سے بھی قاصر تھا۔

"سر۔۔میں آپکی ایمپلائی ضرور ہوں مگر میرے پرسنل معاملات میں آخر۔۔۔"

"مس مسکان۔۔ "وہ اسکی بات کاٹتے ہوئے بولا۔

"میں پرسنل معاملات میں انٹرفیئر نہیں کر رہا۔۔لیکن۔پلیز۔ "وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اپنی بات مکمل نہ کر سکا۔

"لیکن؟؟ "وہ سوالیہ طور پر بولی۔"آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟؟ "وہ سنجیدہ ہوتے ہوئے اپنے غصے کو کنٹرول کرنے لگی۔

"آخر آپ مجھے کیا سمجھتے ہیں؟؟میں آپ کو ایسی ویسی لگتی ہوں کیا؟؟ "وہ الجھی۔ اسکا سفید چہرہ غصے سے لال ہو چکا تھا۔

"میرا کہنے کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے۔۔آپ خوامخواہ روڈ ہو رہی ہیں۔۔"وہ اسے سمجھاتے ہوئے بولا۔

"روڈ؟؟ میں ہو رہی ہوں روڈ؟؟ "وہ سوالیہ انداز میں بولی۔" حد ہوتی ہے۔اور پلیز جائیے یہاں سے ۔ "وہ خود کو کنٹرول کرتے ہوئے ذرا گستاخی سے بولی۔

"مس مسکان! " وہ اسے سمجھانے کی کوشش کرنے لگا۔

"ارمان سر۔۔پلیز!! "وہ نمی والے لہجے میں بولی کیونکہ اب کچھ اور سننا اور کہنا اسکے بس سے باہر تھا۔وہ اس سے ذرا سائیڈ پہ کھڑا ہو گئی تھی۔جوں ہی گاڑی آئی تو وہ اس پہ سوار ہو گئی۔

وہ کافی دیر تک کھڑا اسکے بارے میں سوچتا رہا۔

"کاش میں آپکو بتا پاتا کہ۔۔۔۔۔میں آپ کو کسی اور کے ساتھ برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔

کاش۔۔مسکان۔۔کاش۔۔آپ سمجھ جاتیں میری کیفیت۔۔کاش۔۔"

****

دوسری طرف جواد حسن صاحب پہ اپنا ایک اور وار چلانے کے چکر میں تھا۔" پلیز۔۔۔مجھے آپ سے کچھ بات بھی کرنا ہے۔ "وہ التجائیہ انداز میں بولا۔"انکل۔۔لڑکی کافی "ٹیلینٹڈ" ہے۔۔۔میرا تو یہی مشورہ ہے کہ آپکو اور ارمان کو اسے بھی حیدر آباد پر اسپکٹس کی تشہیر کے لیے لے کر جانا چاہیے۔اسکا پروجیکٹ ہے وہ بہتر طور پر سمجھا پائے گی سب کو۔۔"

"امم۔۔۔لیکن آوٹ آف سٹی مشکل ہے وہ جا سکے۔۔۔ "وہ اپنا خدشہ ظاہر کرتے ہوئے بولے۔

"اوہو۔۔۔انکل۔۔۔شام تک تو واپس آ ہی جانا ہے نا!! اور ویسے بھی آپ تو ساتھ ہی ہونگے ناں۔۔ "

اسکی بات سن کر انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ہاں!تو پھر کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔۔"اسکی بات سن کر وہ گہری سوچ میں محو ہو گئے اور وہ انکا چہرہ دیکھتے ہوئے شیطانی مسکراہٹ لیئے خوب مسکرایا۔وہ ان پہ اپنا شیطانی وار کرنے میں آخر کامیاب ہو ہی گیا تھا۔

****

شام کافی گہری ہو چکی تھی۔وہ کالی پینٹ اور سفید شرٹ پہ کالا کوٹ پہنے،اپنی پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ

ڈالے بیچ پہ اپنے اندر کی تنہائی سے چھٹکارا پانے کے لیئے چکر لگا رہا تھا۔ ہر آنے، جانے والی لہر کو وہ بغور دیکھ رہا تھا۔

جوں ہی اسکا فون بجا، اس نے اپنی پینٹ کی جیب سے موبائل کو نکالا۔ "شکیل اِز کالنگ" اس نے دوسری بیل پہ ہی فون اٹھایا۔

"ایک گڈ نیوز ہے تمھارے لیے۔۔ "وہ پرجوش لہجے میں بولا۔

"گڈ نیوز؟؟ کیسی؟؟ "وہ تف تیشی انداز میں بولا۔

"تم باپ بننے والے ہو۔۔۔ "وہ اسے تنگ کرتے ہوئے بولا۔

"بکواس نہ کرو شکیل۔۔ میں اس وقت مذاق کے موڈ میں بالکل نہیں ہوں۔ "وہ سخت، کڑوے لہجے میں بولا۔

"تو کس موڈ میں ہو تم؟؟ " وہ پھر سے ہنسا۔

"تم بتا رہے ہو یا میں فون رکھوں؟؟ " اب کی بار وہ جنجھلا کر بولا۔

"اتنی بے قراری۔۔ جی چاہ رہا ہے۔ فون میں گھس کر تمہارے منہ پہ گھونسا ماروں۔۔ اینی وے۔۔ مسٹر ارمان حسن صاحب تمھارے اور اسکے درمیان فاصلے ختم ہونے والے ہیں۔ منزل ملنے والی ہے تمھیں ۔۔" وہ پیشن گوئی کرتے ہوئے پر امید ہوا۔

"کیا کہہ رہے ہو؟؟ "وہ الجھا۔ "خدا کا نام ہے۔۔ صاف اور سیدھی بات کرو۔۔"

"اممم۔۔۔ حیدر آباد پراسپکٹس کی تشہیر کے لیے وہ بھی آپ لوگوں کے ساتھ جائے گی۔۔۔ "وہ اطلاع دیتے ہوئے بولا۔

"وہ؟؟ وہ کون؟؟ "وہ بات کو واضح کرتے ہوئے بولا۔

"اسے کون نہ کہنا۔۔ ورنہ مار کھاؤ گے مجھ سے۔۔ "شکیل شرارتی انداز سے بولا۔

"اممم۔۔ " جواباً وہ خاموش ہوا۔

"ارے یار۔۔وہی ارمانِ دل۔۔۔ "شکیل نے اسکا تجسس ختم کیا۔ مگر اسکی طرف سے کسی بھی قسم کے ردِ عمل کا اظہار نہ کیا گیا۔

"کیا ہوا؟؟ تمھیں خوشی نہیں ہوئی؟؟ "وہ چونکا۔

"وہ نہیں جائے گی۔۔۔ "وہ مایوسی سے بولا۔

"کیوں نہیں جائے گی۔۔۔انکل نے ہی سجسٹ کیا ہے اسے۔۔۔ "وہ مسکرایا۔

"یار۔۔۔شکیل۔۔۔آج۔۔۔ "وہ شکیل کو آج پیش آنے والا سارا واقعہ وضاحت سے بتانے لگا جس پر شکیل سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

""تم کبھی اچھی خبر نہ دینا۔۔ "وہ جل کر بولا۔ " ہو کہاں ابھی تم؟؟ "

"کہاں ہونا ہے؟ بیچ پہ آیا ہوں۔۔آجاؤ تم بھی۔۔ " وہ التجائیہ بولا۔

"مجھے تو تم ایسے بلا رہے ہو جیسے میں مسکان ہوں؟؟ " وہ کھلکھلا کر ہنسا تو اس نے مسکراتے ہوئے فون بند کیا اور بیچ پہ موجود پانی کی لہروں کو بغور دیکھنے لگا۔اسے ایک بار پھر سے وہی سب یاد آنے لگا، جب بارش میں اس نے مسکان کو یہاں اٹھکیلیاں کرتے ہوئے دیکھا تھا۔

وہاں وہ اسکے خیالوں میں محو تھا تو یہاں اسکا حال بھی کچھ الگ نہیں تھا۔دونوں کے دل کی کیفیت میں ہم آہنگی تھی۔

"میں جس کے لیے دل کی گہرائیوں سے سوچتی ہوں آج وہی مجھے سمجھ نہ پایا۔۔مجھے تو لگا تھا میں اس خاموش محبت سے ہی وہ سب کچھ اپنالوں گی جس کی ہمیشہ ہر لڑکی خواہش کرتی ہے۔۔ مگر مجھے کیا ملا؟؟ وہ میرے بارے میں غلط سوچتے ہیں۔۔کیوں؟؟ "وہ اندھیری شب میں ایک اور دن کا حال لکھ رہی تھی۔

"غلطی میری ہی ہے۔۔۔اور شاید ٹھیک ہی سوچتے ہیں وہ۔۔ کہ۔۔میں واقعی غلط ہوں۔۔ محبت کا ڈرامہ جو کرنا ہے مجھے۔۔ مگر کاش وہ سمجھ جائیں کہ یہ ڈرامہ کرنے سے پہلے ہی میرے دل میں انکے لیے عجیب احساس پیدا ہوا تھا۔جب انہوں نے اپنا یقین مجھ پہ جتایا تھا۔۔تب سے۔۔ "وہ سرد آہ بھرتے ہوئے رونے لگی۔ آج پہلی بار اس نے خود سے اعتراف کیا تھا۔

"مگر مجھے روکنا ہے خود کو۔۔۔بہت حد تک روکنا ہے۔۔۔مجھے جواد سر کی بات نہیں ماننی۔۔۔ نہیں کر سکتی میں ایسا۔۔۔ نہیں کر سکتی۔۔۔ "وہ روتے ہوئے آسمان پر پھیلے ستاروں کو دیکھنے لگی۔اسکی آنکھوں کی چمک اور آسمان کی چمک دونوں آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ایک سوا یک افسانے اور دکھ بانٹ رہیں تھیں۔

****

"سوری سر۔۔۔مشکل ہو گا میرے لیئے شہر سے باہر جانا۔۔۔ "وہ حسن صاحب کے سامنے انتہائی احترام سے کھڑی پریشانی سے بولی جبکہ ارمان انکے پاس بیٹھا خاموشی سے مسکان کو بغور دیکھے جارہا تھا۔

"بے فکر رہیئے۔۔صرف تین چار گھنٹے کی ہی تو بات ہے۔۔ہماری ساکھ کے لیے بہتر ہو گا۔۔آپ بہتر طور پر اپنا پراجیکٹ ان کے سامنے پیش کر سکیں گی۔"

"پاپا۔۔۔ "وہ حسن صاحب کی بات کاٹتے ہوئے بولا۔ "رہنے دیجیئے نا!شاید ان کو اندازہ نہیں اس پروجیکٹ کی اہمیت کا۔۔۔ "وہ اسے طیش دلانے کی کوشش کرتے ہوئے کن اکھیوں سے دیکھ بھی رہا تھا۔اتنا سنتے ہی اس نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔

"یا شاید۔۔۔ان کو ہم پہ ٹرسٹ نہیں۔۔ "اب کی بار وہ آگ بگولہ ہو چکی تھی۔

"نو پرابلم سر۔مجھے آپ پہ ٹرسٹ ہے۔۔ "وہ اس پر سے نظر ہٹاتے ہوئے حسن صاحب سے مسکراتے ہوئے بولی۔" لیکن شام سے پہلے۔۔۔ "وہ کنفیوز ہوئی۔

"نہیں تو شاید امی پریشان ہوں گی یا پھر ابو۔۔۔ "شکیل آفس میں بغیر اجازت داخل ہوا اور اسکی بات کو کاٹتے ہوئے شرارتی انداز میں ہنسا۔جس پہ ارمان نے دبی دبی مسکراہٹ لیئے مسکان کو دیکھا۔مسکان نے شکیل کو گھورا اور پھر "ایکسکیوز می " کہتے ہوئے ان سے اجازت لی اور وہاں سے چلی گئی۔

"یہ تم لوگوں کو کیا ہوا ہے؟؟ایمپلائی ہے یہاں۔۔اور تم دونوں اسکا مذاق اڑا رہے ہو؟رئیلی ویری بیڈ۔۔ "حسن صاحب نے دونوں کی خوب کلاس لی۔

"نہیں۔۔ نہیں۔۔ انکل۔۔ مذاق نہیں۔۔ اصل میں، مس مسکان کا فیورٹ ڈائیلاگ ہی یہی ہے۔۔ " وہ معصومانہ انداز میں بولا۔

"جس کا جو بھی ڈائیلاگ ہو۔۔ خود پہ کنٹرول رکھو۔۔ "انہوں نے ذرا نرم لہجے میں کہا البتہ تحکم صاف اور واضح تھا۔ انکے جاتے ہی دونوں فاتحانہ مسکراہٹ لیئے زور زور سے ہنسے۔

"دیکھنا۔۔ اب انکار نہیں کر پائے گی۔۔ "شکیل قدرے وثوق سے بولا تو وہ پرامیدی سے مسکرایا۔

"ہاں۔۔۔ اب اس سے بات کرنا بھی آسان ہو جائے گا۔۔۔ اور اسے سمجھانا بھی اسان ہو جائے گا۔۔۔"

"ہاں۔۔ لیکن اس بار۔۔ سمجھا ضرور دینا۔۔۔ وہ سب ضرور کہہ دینا جو تمہارے دل میں ہے۔۔"

****

"ثناء آپی۔۔ "اس نے اپنے دستانے بیگ میں رکھے اور پھر اسے پکارا۔

"ہاں حیاء۔۔۔ "

"میرے روم کا ہیٹر کہاں ہے؟؟ ہر جگہ ڈھونڈ لیا ہے۔۔۔ "وہ تھکے تھکے انداز میں بولی۔

"روم کا ہیٹر۔۔۔ "اس نے ذہن پہ زور ڈالا۔ " وہیں ہو گا یار۔۔۔ مگر ابھی ہیٹر کی ضرورت کیوں پڑ گئی تمھیں۔۔ ابھی اتنی سردی کہاں ہے؟؟ "

"آپی۔۔۔ ٹھنڈ بہت ہو گئی ہے نا " !!وہ کانپتے ہوئی بولی۔

"یا اللہ خیر !۔۔۔ کمزور دل والوں کا ایسا ہی حال ہوتا ہے۔۔۔ "شاہ میر اسے تنگ کرنے کے ارادے سے بولا۔ اسکی بات سن کر حسن صاحب بھی ہنس پڑے۔ وہ ٹی وی آن کیئے خبریں سن رہے تھے۔

"آپی۔۔۔ سمجھا لیجیئے اسے۔۔ "وہ شکایتی انداز میں بولی۔

"مجھے نہیں۔۔۔۔ بلکہ اسے سمجھایئے۔۔ "وہ اکڑتے ہوئے بولا۔

"بے وقوف۔ "وہ جوس گلاس میں ڈالتے ہوئے پینے لگا جبکہ وہ اسے مسلسل گھورنے لگی۔

"تم لوگوں کا کیا مسئلہ ہے آخر؟؟ کیا کبھی لڑائی کے بغیر بھی بات کر سکتے ہو تم؟؟ "ثناء اکتاتے ہوئے بولی۔

"آپی ایک بات تو بتائیے۔۔کیا کبھی انڈیا، پاکستان میں دوستی ہو سکتی ہے؟؟ "حیاء نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

"ہاں ہو سکتی ہے۔۔لیکن تمہارا اور میرا مسئلہ اس سے بھی کہیں بڑھ کر ہے۔۔ "اس سے پہلے ثناء جواب دیتی، شاہ میر نے ہی اسکے سوال پہ نہ صرف اسے جواب دیا بلکہ طنزیہ نگاہوں سے اسے خوب گھورا بھی۔

"سو۔۔آپی۔۔آپ اقوامِ متحدہ بننے کی کوشش نہ کریں۔۔ "وہ کھلکھلا کر ہنسا تو ثناء نیم انداز میں مسکرا دی، جبکہ حیاء اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھے جا رہی تھی۔

"تم لوگ جاری رکھو۔۔۔میں رسما کو کھانا کھلا لوں۔۔۔" وہ کچن میں آئی جہاں رسما کھانے سے بھرے باؤل کو منہ بسورتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

"مما۔۔نوڈلز بنا دیں۔۔۔" وہ معصومانہ انداز میں بولی۔

"یہ ہیلدی فوڈ ہے۔۔یہی کھانا پڑے گا آپکو۔۔" اس نے اسے حتمی بات سے آگاہ کیا تو وہ اور منہ بنانے لگی۔

ثناء نے روٹی کے ٹکڑوں میں گوشت کا شوربہ ڈالا اور ایک نوالہ بنا کر اس کے سامنے کیا۔

جواد گھر میں داخل ہوا تو ان دونوں کو حسبِ معمول بحث کرتا دیکھ کر نیم انداز میں مسکرایا اور پھر حسن صاحب کے پاس آیا جہاں وہ ٹی وی پہ خبریں سن رہے تھے۔

"انکل کافی پئیں گے؟؟ "جواد نے خوش خلقی سے پوچھا۔

"ہاں!کیوں نہیں۔۔ "وہ ریموٹ کنٹرول سے چینل بدلتے ہوئے بولے۔

"ثناء۔۔۔ثناء۔۔ "اس نے اسے آواز دی۔

"جی آئی۔۔" وہ کچن سے اسے آواز دیتے ہوئے بولی۔"رسما جلدی ختم کرو۔۔۔ "

"مما۔۔۔بس۔۔ "وہ ضد کرتے ہوئے بولی۔

"مجھے آپکے پاپا کی بھی بات سننا ہے۔۔۔جلدی کرو۔۔"

"ارے بھئی۔۔۔کہاں ہو؟ "وہ مسکرایا۔ " لگتا ہے آج کی کافی خود ہی بنانا پڑے گی۔ "وہ مسکراتے ہوئے اٹھا۔

"ارے بیٹا۔۔بیٹھو۔۔۔ "انہوں نے مسکراتے ہوئے اسے روکا۔

"کوئی بات نہیں انکل۔۔۔ویسے اتنی بھی بری کافی نہیں بناتا میں۔۔ "وہ قہقہہ لگاتے ہوئے بولا جواباًوہ بھی ہنسنے لگے۔

" تم لوگ بھی پیو گے؟؟" اس نے ان دونوں کو پیشکش کی تو دونوں نے فوراًہی اثبات میں گردن ہلادی۔

"نیکی اور پوچھ۔۔پوچھ۔۔کیوں نہیں۔۔"

وہ مسکرایااور کچن میں داخل ہوا۔ "ارے بھئی۔۔۔کہاں بزی ہو تم؟ "

"بس آرہی تھی۔۔تنگ کر دیا ہے اس نے۔۔ "اس نے رسما کی شکایت کی۔

"اامم۔۔۔تو یہ بات ہے۔۔ "وہ کھانے کا بھرا ہوا باؤل دیکھ کر رسما کی طرف ناراضگی سے دیکھنے لگا۔

" بھئی۔۔۔تم کافی بناؤ۔۔۔نہیں کھاتی کھانا تو رہنے دو۔۔ "ثناء اسکی بات پر چونکی۔

"وہ۔۔ثناء جو میں نے چاکلیٹس اور پاپس لائے ہیں نا۔۔وہ بنٹی کو دے دینا۔ "وہ شرارتی انداز سے بولا جواباًثناء بھی مسکرادی۔

"نہیں۔۔۔نہیں۔۔ "رسما تیزی سے بولی۔ " لائیے میں سارا کھانا کھاؤں گی۔۔لیکن بنٹی کو میری چیزیں نہیں دینی آپ نے۔۔ "وہ افسردہ ہوتے ہوئے دھیما سا مسکرائی۔

"اوہ!ہو۔۔ "وہ اسکی بات کاٹتے ہوئے بولا۔ " میری لاڈو!چلو۔۔اپنے ہاتھوں سے سارا ختم کرنا ہے اسے۔۔اوکے۔ "وہ اسکا ماتھا چومتے ہوئے بولا۔

"جی۔۔۔اس نے تیزی سے کھانے کا بھرا باؤل پکڑااور میز پر رکھ کر خوشی سے کھانے لگی۔

"دیکھا " !جواد ثناء کو رسما کی طرف دیکھ کر اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ " تم ایسے ہی پریشان ہو رہی تھی ۔۔۔ "جواباًوہ اسکی بات سنتے ہوئے مسکرادی۔

"اچھا تم جاؤ یہاں سے۔۔ میں کر لیتا ہوں۔۔ " اس نے اسکے ہاتھ سے کافی بیٹر پکڑا۔

"لیکن جواد۔۔ " وہ پریشان ہوئی۔

"ارے یار۔۔ کیا ہو گیا ہے؟ " وہ حیرانگی سے ہنسا۔

"کچھ نہیں۔۔۔ لیکن۔۔ آپ۔۔۔۔ " وہ پریشان ہوئی۔

"بے فکر رہو۔۔ سارا دن لگی رہتی ہو کچن میں۔۔ تمہاری طبعیت پہلے ہی ٹھیک نہیں۔۔ کبھی ریسٹ بھی کر لیا کرو۔ اور آج تو تمہیں میرے ہاتھ سے بنی ہوئی کافی برداشت کرنا ہی پڑے گی۔۔۔ " وہ خوشگوار موڈ میں بولا مگر پھر نرم لہجے میں اسے حکم دیتے ہوئے مسکرایا۔ "تم بیٹھو باہر جا کر میں آیا بس۔۔۔ "

اس نے احساس تشکر سے اس کے چہرے پہ نگاہ ڈالی اور وہاں سے لاؤنج میں آ گئی۔

****

"پاپا اگلے ہفتے کا پروگرام رکھ لیتے ہیں۔۔ " اسے انکی طبعیت کافی ناساز لگ رہی تھی۔

"نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ یہ کاروباری معاملات ہیں بیٹا، کوئی گھریلو معاملات نہیں۔۔۔ " وہ اسے سمجھاتے ہوئے بمشکل ہی بول پائے تھے۔

"بے فکر ہو کر جاؤ تم لوگ۔۔ " وہ خود کو سنبھالتے ہوئے ٹیک لگا کر بیٹھنے لگے تو اس نے انکے بیٹھنے میں انکی مدد کی۔

"تایا جان " ! وہ بلا اجازت کمرے میں داخل ہوئی۔ "کیا ہوا آپکو؟؟ آپ ٹھیک تو ہیں نا؟؟ " وہ فکر مندی سے بولی۔

"حیا۔۔ میرا بچہ۔۔۔ ٹھیک ہوں میں ! " وہ اسے فکر مند دیکھ کر ذرا پیار سے بولے۔

"کہاں ٹھیک ہیں؟؟ دیکھیں ذرا آنکھیں کس قدر سرخ ہو رہی ہیں آپکی۔۔ " وہ ارمان کی طرف دیکھتے ہوئے حسن صاحب کے قریب آ کر بیٹھ گئی۔

"ٹھیک ہو جاؤں گا ابھی۔۔۔ بس سر پر بہت بوجھ ہے۔ " وہ بمشکل بولے۔

"اوہ!ہو۔۔۔میں میڈیسن لاتی ہوں۔۔ "وہ جلدی سے میڈیسن لینے کے لیے اٹھی۔

"تم جاؤ۔۔۔میں فون کر دیتا ہوں مسکان کو! مجھے امید ہے وہ سمجھ جائے گی۔اسے کوئی اعتراض نہیں ہو گا تمہارے ساتھ جانے میں۔۔ "انہوں نے کھانستے ہوئے بمشکل ہی اپنی بات پوری کی۔

"جی۔۔۔ "اس نے چاہا کہ جانے سے انکار کر دے، لیکن ان کے حکم کے خلاف جانے کی جرات نہ کر سکا۔اسے وہی کرنا پڑا، جس کا انہوں نے اسے حکم دیا تھا۔

٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭

"سوری سیٹھ حسن صاحب۔۔نہ چاہتے ہوئے بھی مجھے ایسا کرنا پڑا۔۔ "وہ آتش دان کے قریب سگریٹ سلگائے بیٹھا اپنی نفرت کی آگ میں جل رہا تھا۔وہ فاتحانہ انداز میں کافی کے اندر نشہ آور گولیاں ڈالنے والا منظر یاد کرتے ہوئے مسکرایا۔

"اب سب میری مرضی کے مطابق ہو گا۔۔نفرت سے تو برباد ہونا ہی ہے تم لوگوں کو۔۔۔مگر محبت کا ایسا کھیل رچاؤں گا کہ جی نہیں سکو گے۔۔۔۔ "وہ انتقام کی آگ میں جل کر بولا۔

جواد ایک نفسیاتی مریض تھا اسے لگتا تھا کہ نفرت سے کہیں زیادہ محبت کا کھیل رچا کر وہ اپنا بدلہ لے سکتا ہے۔اسکا ٹارگٹ حسن صاحب کے بیٹوں کو نفسیاتی مریض بنانا، انکی جائیداد ہڑپ کرنا اور حتیٰ کہ انکے پورے خاندان کو جان سے مار دینا تھا۔وہ بدلے کی آگ میں روز جیتا، روز مرتا۔مگر کامیابی اسے کب ملے گی؟ یہ سوچ سوچ کر وہ روزانہ اپنا خون جلاتا۔

٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭

"گڑیا" !۔وہ اپنی چیزیں ڈھونڈتے ہوئے بولی۔

"جی آپی۔۔۔ "وہ پیپر کی تیاری میں مصروف کتاب پڑھتے ہوئے بولی۔

"میرا جوتا نہیں مل رہا " ! وہ اس سے پوچھتے ہوئے بولی۔

"آپی! یہیں ہو گا۔ "وہ لاپرواہی سے بولی۔

"گڑیا۔۔۔نہیں ہے نا! ڈھونڈ دو مجھے۔۔۔بہت دیر ہو گئی ہے پہلے ہی۔۔ "وہ تیزی سے بالوں کو کیچر

لگاتے ہوئے سر پر دوپٹہ لینے لگی۔ ہلکے گلابی رنگ میں وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

"اوہو۔۔ "وہ میز پر کتاب کو رکھتے ہوئے بیڈ پر سے اٹھی۔

"یہ لیجیئے۔۔ "اس نے جوتے ڈھونڈ کر اسکے سامنے لا کر رکھے۔

"شکریہ میری گڑیا۔۔۔ "وہ محبت سے شکریہ ادا کرنے لگی۔

"گڑیا تو آپکا نام ہونا چاہیئے قسم سے۔۔"

وہ اسکی بات پہ مسکرا دی۔

"اچھا گڑیا۔۔۔ آج حیدر آباد جانا ہے۔۔۔ "وہ اطلاع دیتے ہوئے بولی۔

"حیدر آباد؟؟ "وہ حیرانگی سے بولی۔

"ہاں! پراسپکٹس کے سلسلے میں کچھ کام ہے وہاں کی برانچ میں۔ امی کو بتا دینا۔۔۔ وہ میرے خیال سے صبا کے گھر گئی ہیں۔۔ "وہ تفہیمی انداز میں بولی۔

"جی کہہ دوں گی۔۔ "وہ مسکراتے ہوئے دوبارہ کتاب پڑھنے لگی۔

"اچھا شام تک آجاؤں گی۔ اوکے۔ اللہ خافظ۔۔ "وہ مسکراتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

"ناشتہ تو کرتی جاؤ۔۔ "دادی نے اسے پیچھے سے آواز دی۔

"نہیں۔۔ دادی۔۔۔ پہلے ہی بہت دیر ہو گئی ہے۔۔ "وہ آناً فاناً وہاں سے غائب ہو گئی۔

"اوہو۔۔ بیچاری۔۔۔ نہ کھانے کی فکر اور نہ اپنی فکر ہے اس لڑکی کو۔۔۔ "دادی خود سے باتیں کرتے ہوئے فکرمندی سے بولیں۔ "اری او گڑیا؟ تمہاری ماں کہاں ہے؟؟ "دادی نے قدرے اونچی آواز سے اسے پکارا۔

"افففف۔۔ "گڑیا نے کتاب میز پہ رکھی اور انکے پاس آ کر بولی۔ " صبا آپی کی طرف گئی ہیں۔۔ "

"صبا کی طرف۔۔ اتنی صبح؟؟ "وہ گہری سوچ میں پڑ گئیں۔

"جی۔۔ میں ناشتہ بنانے ہی والی تھی۔۔ آپی کی ہیلپ کروا رہی تھی تیاری میں۔۔ "اس نے بہانہ گڑھا تو دادی ہولے سے مسکرا دیں۔

"چلو اب بنا لو۔۔ "

اس نے نظریں چراتے ہوئے انہیں دیکھا اور کچن میں ناشتہ بنانے کے لیئے چلی گئی۔

****

"تھینک گاڈ۔۔اٹس جسٹ بی کاز آف یو۔۔۔ "وہ حیدر آباد سے واپسی پر آتے ہوئے کار ڈرائیو کرتے ہوئے بولا۔ وہ بے حد خوش تھا۔ جہاں وہ اسکی محبت میں دیوانہ ہو چکا تھا، اب اسکی ذہانت کا بھی قائل ہو چکا تھا۔

اس نے چاہا کہ وہ اس سے کچھ تو کہے مگر وہ خاموش ہی بیٹھی رہی۔

"لگتا ہے آپکو خوشی نہیں ہوئی۔۔۔ "اس نے اس پر گہری نظر ڈالی۔

"ن۔ن۔نہیں۔۔۔ایسی بات تو نہیں۔۔ "وہ ذرا رک رک کر بولی۔ حقیقتاً وہ اپنی سانسوں کی بے ترتیبی کو اس پہ واضح نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"پھر؟؟ " وہ وجہ جاننے کی کوشش کرتے ہوئے پریشانی سے بولا۔

"کچھ نہیں"!

"موڈ کیوں آف ہے؟؟؟ "

"نہیں تو۔۔ "وہ سنجیدگی سے بولی۔ "امم۔۔سر۔۔کتنی دیر لگے گی؟؟ "اسکا سارا دھیان گھڑی پہ تھا۔

وہ سمجھ چکا تھا کہ اس سے بات کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں۔ سو اس نے، اس سے مزید تکرار کرنے سے خود کو دور ہی رکھا۔

"بس دو گھنٹے تک۔۔ "وہ گاڑی کی اسپیڈ بڑھاتے ہوئے بولا۔

"دو گھنٹے ؟؟ "وہ یکدم چونکی جبکہ وہ اس کی بے چینی کو محسوس کرتے ہوئے خاموشی سے گاڑی چلانے لگا۔

"میں نے کچھ پوچھا ہے آپ سے۔۔ "وہ خود کو ضبط کرتے ہوئے بولی۔

"آپ کو مجھ سے بات کرنے میں انٹرسٹ ہے؟؟ "

"کیا مطلب؟ "اس نے بھنویں سکیڑ کر اسکی طرف دیکھا۔

"کچھ نہیں۔۔ "اس نے لاپرواہی سے کہا تو اس نے مزید گھور کر اسکی طرف دیکھا۔

اب کے دونوں کے مابین گہری خاموشی تھی۔

"اوہ شٹ۔۔۔ "بے ساختہ اسکے منہ سے نکلا۔

وہ گاڑی چلاتے چلاتے یکدم رکا۔ بار بار ڈرائیو کرنے کی کوشش میں وہ ناکام رہا۔

"اب کیا کریں۔؟ "وہ پریشانی سے پوچھتے ہوئے اسکی طرف دیکھنے لگا۔

"کیوں کیا ہوا؟؟ "وہ پریشانی سے بولی۔ حالانکہ وہ سمجھ چکی تھی کہ ہوا کیا ہے؟

"ہونا کیا ہے؟؟ لگتا ہے ٹائر پنکچر ہو گیا ہے۔۔۔ "وہ پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے بولا۔

"اوہ!! تو اب؟ "وہ سر پر ہاتھ مارتے ہوئے فکر مندی سے بولی۔

"اس وقت تو۔۔ کوئی ورکشاپ مشکل ہے۔۔ کھلی ہو۔۔ "وہ رک رک کر بات کرتے ہوئے بولا۔

"کیا مطلب؟؟؟ سر شام ہو چکی ہے۔۔ پلیز۔۔۔ پہلے ہی بہت دیر ہو گئی ہے۔۔۔ "وہ تحمل سے بات کرتے ہوئے بولی۔

"فکر نہ کریں۔۔۔ میں کچھ کرتا ہوں۔۔ "وہ اسکی بات سنتے ہی گاڑی سے باہر نکلا۔ ارد گرد کھلی تین چار دکانوں سے پتہ کیا مگر اسے کسی بھی قسم کی مدد نہ مل پائی۔ سرد موسم کے باعث شام ڈھلتے ہی اس علاقے میں ورکشاپ بند ہو گئی تھیں۔ آخر وہ بے سود ہو کر دوبارہ گاڑی میں آ بیٹھا۔

"کیا ہوا؟؟ "وہ کلائی پر بندھی گھڑی کو دیکھتے ہوئے پھر اسکی طرف دیکھ کر بولی۔

"شام گہری ہو رہی ہے۔۔ آخر کتنی دیر لگے گی؟؟؟ "

اس نے اسٹیئرنگ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اسکی طرف گہری مایوسی سے دیکھا۔

"اس وقت یہاں کوئی ورکشاپ کھلی نہیں۔۔ ہمیں صبح تک ویٹ کرنا ہو گا۔۔ "

وہ رک رک کر بات کرتے ہوئے ایسے بولا جیسے وہ یہ جانتا ہی نہ ہو کہ اسکے لیے انتظار کرنا کتنا مشکل ہے؟

"صبح تک؟؟ "اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی سی رہ گئیں۔اسکا جی چاہا اسکا سر پھاڑ دے مگر پھر بھی وہ ضبط سے کام لے رہی تھی۔"آر یو آل رائٹ؟؟؟اگر اتنی بڑی گاڑی رکھی ہے تو اس کا ٹائر بدلنا بھی آپکو آنا چاہیئے۔۔۔"

"کبھی سوچا ہی نہیں اس بارے میں۔کیونکہ۔۔گاڑی ورکشاپ سے ہی ٹھیک ہو کر آجاتی ہے تو۔۔۔"

وہ بے حد معصومیت سے بولا۔

"اوہ۔۔۔" اس کا پورا چہرہ غصہ سے بھر چکا تھا۔آخر وہ کچھ دیر توقف کے بعد دوبارہ بولی۔" مجھے جلدی گھر جانا ہے۔۔ "اسکی آواز کانپنے لگی تھی۔۔ " مجھے ذرا بھی اندازہ ہوتا کہ یہ سب ہو گا تو۔۔تو میں کبھی آپ کے ساتھ نہ آتی۔۔۔ "اب کہ اسکی آنکھیں بھر آئیں۔

"مس مسکان۔۔ریلیکس۔۔"وہ "ریلیکس " پر زور دیتے ہوئے بولا۔

"کیسے ہو جاؤں میں ریلیکس؟؟آپکو تو میں ایسی ویسی لگتی ہوں نا " !! وہ کل والی بات کو ذہن میں لاتے ہوئے طنزیہ بولی۔

"میں نے کب کہا ایسا؟؟ "وہ الجھتے ہوئے بولا۔

"کہا نہیں۔۔۔مگر آپکی باتوں سے تو یہی ظاہر ہو رہا ہے نا!! " وہ غصہ سے بولی۔ " مگر میں آپکو بتا رہی ہوں مجھے ابھی اور اسی وقت یہاں سے نکلنا ہے۔۔"

وہ اب اسکے روکھے لہجے کا سبب سمجھا۔وہ ابھی تک کل والی بات پہ اس سے خفا تھی۔ " دیکھیں۔۔۔۔۔آپ غلط سمجھ رہی ہیں۔۔ "وہ تحمل سے بولا۔

"وہاٹ ایور۔۔"وہ زچ ہو کر بولی جبکہ وہ اسے بغور دیکھنے لگا۔

"اینی وے۔۔۔ "اس نے خود کو بمشکل کنٹرول کیا۔ "ہمیں اپنا وقت فضول باتوں کی بجائے کنوینس

ڈھونڈنے میں۔۔۔"

"او۔کے او۔کے۔۔۔ "وہ اسکی بات کو کاٹتے ہوئے بولا۔ " کچھ کرتا ہوں۔ "

اس نے اپنی کالی شال کو کندھوں تک برابر کیا اور خاموشی سے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے باہر آکھڑی ہوئی۔

"اوہو۔۔ "وہ بھی تیزی سے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے باہر آکھڑا ہوا۔ "ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔۔ "موسم میں موجود سردہوا اور خنکی محسوس کرتے ہوئے وہ بولا۔ "آپ گاڑی میں بیٹھیے۔۔میں دیکھتا ہوں۔۔ "وہ اسے سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے بولا۔ " اگر کوئی لفٹ ملتی ہے تو۔۔۔۔"

"اگر سے مطلب؟؟ "وہ چونکی۔

اسکا دوپٹہ سر سے اترا اور اس کے بال ہوا سے اڑنے لگے تھے۔اس نے ایک نظر اسکو دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔وہ اسکے خوبصورت چہرے کو اپنی آنکھوں میں بسانا چاہتا تھا۔وہ کیا کہہ رہی ہے؟اسکی سماعتوں سے سب ٹکرانے کے باوجود اسکے کانوں تک نہیں پہنچ رہا تھا۔

اسکی طرف سے گہری خاموشی پاکر اسکا پارا مزید چڑھنے لگا تھا۔

"سر۔۔۔آپ سمجھ نہیں رہے۔۔۔پلیز۔۔۔۔ "وہ ارد گرد سڑک پر نظریں دوڑاتے ہوئے اس سے بولی۔اس کی آواز لرزنے لگی تھی جس سے وہ فوراًنارمل ہوا۔

"میرا اس میں کیا قصور ہے؟؟اب ٹائر پنکچر میں نے خود تھوڑی نا کیا ہے جو آپ اسطرح سے۔۔ " آخر وہ بے ضبط بول دیا۔

"تو کیا میرا قصور ہے؟؟ "وہ بھی بے اختیار بول پڑی۔اسکی آنکھیں آنسوؤں سے بھر چکی تھیں اور چہرہ تر ہوچکا تھا۔

"بتایئے؟؟ "وہ جواب مانگتی نظروں سے بولی۔

"اچھا۔۔آپ روئیں تو نہیں نا ! پلیز۔۔ "اسکی سمجھ میں نہیں تھا آرہا کہ وہ کیا کرے مگر پھر اس نے فوراًسے گاڑی کو لاک کیا اور اسکے پاس آکھڑا ہوا۔

"چلیئے۔۔۔ "اس نے مفلر گلے کے ارد گرد لپیٹا، اپنی جیکٹ ٹھیک کی اور پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے بولا۔

"کہاں؟؟؟ "وہ آنکھوں میں آئے ہوئے آنسوؤں کو تیزی سے صاف کرتے ہوئے بولی۔

"اب یہاں کھڑے رہنے سے کوئی فائدہ تو ہونے والا نہیں دیکھیئے۔۔روڈ کتنا سنسان ہے۔۔ مشکل ہے کوئی لفٹ ملے۔۔ "اس نے ویران سڑک کی جانب اشارہ کیا۔

"تو؟؟ " وہ اسکا جواب جاننے کے لیئے خاصی مضطرب تھی۔

"ٹرین۔۔۔ "

اسکا جواب سن کر اسکا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ "تو کیا اب ہم ٹرین سے جائیں گے؟ "اس نے آئی برو اچکا کر اسے دیکھا۔

"ظاہر سی بات ہے۔۔ "وہ سنجیدگی سے بولا۔

دونوں پیدل چلتے چلتے ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہوئے ریلوے اسٹیشن کے راستے پر نکل گئے جو وہاں سے کچھ ہی قدم دور تھا۔

****

"بھائی نہیں آئے ابھی تک؟؟ "شاہ میر گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"نہیں!! ابھی تو نہیں آئے۔۔۔ "وہ ٹی وی دیکھتے ہوئے بولی۔

"اممم۔۔اب تک تو انہیں آجانا چاہیئے تھا۔۔ خیر۔ پاپا کیسے ہیں اب؟؟ "وہ میز پر پڑے پاپ کارن کھاتے ہوئے بولا۔

"ہاں! کافی بہتر ہیں۔۔۔ "وہ مسکرائی۔

"اچھا۔۔۔میں مل کے آتا ہوں انہیں۔۔۔ "وہ اٹھا۔

"ارے رکو۔۔۔تایا جان ابھی سوئے ہیں میڈیسن لے کر۔۔ "وہ اسے آگاہ کرتے ہوئے بولی۔

"اممم۔۔۔اچھا۔۔تم کیا دیکھ رہی ہو؟؟ "وہ ٹی وی پر نظر ڈالتے ہوئے بولا۔

"اوہو۔۔۔اب سمجھ آیا۔۔۔تم بھی نا! ڈرامے دیکھ دیکھ کر ڈرامے باز ہو گئی ہو۔۔ "وہ اسے تنگ کرتے ہوئے بولا۔

"شاہ میر! " وہ زچ ہو ئی۔

"تنگ نہیں کرو مجھے ۔۔ " وہ منہ بسورتے ہوئے بولی جواباً وہ کھکھلا کر ہنسنے لگا۔

"ویسے ایک بات ہے۔۔پورے دن میں جب تک تم سے لڑائی نہ ہو۔۔کچھ خالی خالی سا لگتا ہے۔۔"

"تمہارے اس خالی خالی کے چکر میں۔۔میرا دماغ تو خالی ہو جاتا ہے۔۔ "وہ ناگواری سے بولی تو وہ اور کھکھلا کر ہنسا۔

****

ریلوے سٹیشن کے بنچ پر بیٹھی وہ ہوا سے اڑتے ہوئے اپنے بالوں کو سنبھال رہی تھی کہ اچانک ارمان کا دھیان اس پر پڑا جو کہ ٹکٹس لیے اسکی طرف آ رہا تھا۔۔۔ایک لمحے کے لیے اس کی آنکھیں اس پر ٹھہر سی گئی تھیں۔ ہلکے گلابی رنگ کے لباس میں ملبوس مسکان اسے بالکل شہزادیوں کی طرح محسوس ہو رہی تھی۔ وہ اپنے اندر ہونے والی تبدیلی کو سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

وہ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا کہ اچانک مسکان کا دھیان اسکی طرف پڑا جو اس سے دس قدم کے فاصلے پر موجود تھا۔ وہ سر پر دوپٹہ اوڑھے اٹھی اور اسکے قریب آ کر بولی۔

"سر۔۔سر۔۔سر۔۔ "اس نے اسے بارہا بلایا۔ وہ تیسری مرتبہ ذرا اونچی آواز سے بولی۔

"ہاں۔۔ "وہ پلکیں جھپکاتے ہوئے بولا۔

"ٹکٹس مل گئیں ؟؟ "وہ پریشانی سے بولی۔

"ہاں۔۔لیکن۔۔ "اسکے چہرے پر پھیلی پریشانی ہلکی سی مسکراہٹ میں بدل گئی جیسے وہ اللہ کا شکر ادا کر رہی ہو لیکن اسکی ادھوری بات نے اسکو مزید پریشان کر دیا تھا۔

"لیکن۔۔ "اس نے پریشانی سے استفسار کیا۔

"ٹرین جا چکی ہے۔۔۔ "اس نے اسے آگاہ کیا۔

"تو پھر یہ ؟؟؟ "وہ اسکے ہاتھ میں موجود ٹکٹس کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"دوسری ٹرین صبح جائے گی۔۔۔ "وہ تیزی سے بولا۔

"صبح؟؟ "وہ چونکی۔

"ہاں چار بجے۔۔۔ "وہ سنجیدا ہوا۔

"تو یہ ٹکٹس اسکی؟؟؟ "اس نے اپنا خدشہ ظاہر کرتے ہوئے سوال کیا۔

"ہاں۔۔ "وہ نظریں چراتا ہوا شرمندہ ہوا تھا۔

"اففففف۔۔چار بجے۔۔ "وہ اپنا سر پکڑ کر رہ گئی۔ "میری غلطی تھی جو آپ کے ساتھ آگئی۔۔۔اگر حسن سر ریکوئیسٹ نہ کرتے تو میں کبھی نہ آتی۔۔۔مجھے ذرا سا بھی اندازہ ہوتا تو میں۔۔ "اسکی آواز بِھرا سی گئی اور اس نے رونا شروع کر دیا۔وہ جس تیزی سے بولتی چلی گئی وہ اسے بس سنتا ہی گیا مگر اسکے اس طرح رونے پر وہ بے قرار سا ہو کر رہ گیا۔

"مس مسکان۔۔پلیز۔۔۔میں نے جان بوجھ کر تو ایسا نہیں کیا نا؟" "اچھا۔۔بیٹھ جایئے۔۔ "وہ اسکے کندھوں پر ہاتھ رکھنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولا۔

وہ اس سے تھوڑا دور ہٹی۔ " مجھے نہیں بیٹھنا۔۔۔آپ کریئے ویٹ۔۔۔۔چار بجے کی ٹرین کا۔۔۔ " وہ دانت پیستے ہوئے بولی۔

"میں چلی جاؤں گی خود۔۔۔آپ کو تو اپنے کام سے مطلب تھا ناں؟ پراسپکٹس فائنل ہو گیا۔۔۔اب بھلا میری کیا ضرورت۔۔ "وہ تیزی سے بنا سوچے سمجھے بولتی ہی گئی اور اتنا کہتے ہوئے تیز تیز قدم بھرتے ہوئے وہاں سے دور نکل آئی جبکہ وہ اسے پیچھے سے پکارتا چلا گیا مگر وہ کوئی جواب دیے بغیر ہی وہاں سے چل دی۔

"گھر پر ضرور ایک کہرام برپا ہو گا۔۔اتنی رات ہو گئی ہے۔۔مگر ارمان سر کو پرواہ ہی نہیں۔۔نجانے گھر پر کیا ہو رہا ہو گا اس وقت۔۔ "وہ پریشانی سے خود سے باتیں کرتے ہوئے تیز تیز چلنے لگی۔وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ وہ کس راستے پہ چل رہی ہے ؟شدید سردی کے باعث تیز تیز چلتے ہوئے اسکا

سانس پھول چکا تھا۔

"فون کر دیتی ہوں۔۔ "چلتے چلتے وہ رکی۔۔ " ہاں۔۔یہ ٹھیک رہے گا۔۔۔ "اس نے بیگ میں سے فون نکالا۔

"شِٹ۔۔۔اس کو بھی ابھی ختم ہونا تھا۔۔ "موبائل کو بند دیکھ کر وہ مزید پریشان ہوئی۔ "اب کیا کروں؟؟ "وہ سردی سے کانپتے ہوئے ارد گرد دیکھنے لگی۔

وہ جیسا سوچ رہی تھی بالکل ویسا ہی ہو رہا تھا۔گھر میں ثریا نے ایک کہرام مچا رکھا تھا۔ "رات کے دس بج گئے مگر اس لڑکی کا کوئی اتا پتہ نہیں۔۔۔ "دوسری طرف وہ اپنی عادت سے مجبور واویلا مچانے میں مصروف تھی۔

"امی۔۔۔خدا کا نام ہے۔۔۔آہستہ بولیں۔۔۔ "گڑیا اسے چپ کروانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولی۔

"اور فون۔۔۔فون بھی بند کر رکھا ہے اس شہزادی نے۔۔دیکھ لینا اماں! منہ کالا کروائے گی یہ۔۔ " وہ زہر اگلتے ہوئے بولی۔

"ثریا۔۔۔!عقل سے کام لو۔۔۔کیسی نازیبا گفتگو کر رہی ہو تم۔۔۔ "دادی غصہ سے سمجھاتے ہوئے بولیں مگر وہ تھی کہ ایک سے بڑھ کر ایک بات سنانے میں مصروف تھی۔گڑیا بار بار اسکا نمبر ٹرائے کر رہی تھی مگر اسکا اس سے رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔

****

اسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے وہ اس جگہ آ پہنچا جہاں وہ بنچ پہ گم صم بیٹھی تھی۔اس نے اسے دور سے دیکھا تو فوراً اسکے قریب آیا اور غصے سے اسکا بازو پکڑا۔ "آخر کیا سمجھتی ہیں آپ؟؟میں کھا تھوڑی نہ جاؤں گا آپکو۔۔کیا میں آپکو ایسا ویسا لگتا ہوں؟؟ "وہ غصہ سے بولا۔

اسکو اپنا بازو پکڑتے ہوئے دیکھ کر وہ چونکی۔ "بازو چھوڑیئے میرا۔۔۔ "اسکی غصہ سے لال ہوتی آنکھیں دیکھ کر بھی اسکی گرفت میں کمی نہیں آئی تھی۔

تبھی اس نے اپنا بازو ایک ہی جھٹکے سے اسکی گرفت سے چھڑوایا اور اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔

"میں تو آپکو ایسا ویسا نہیں سمجھتی۔۔لیکن شاید آپ ضرور سمجھنے لگے ہیں۔۔ "وہ ذو معنی انداز میں بولی ۔ نظروں ہی نظروں میں وہ اسے بہت کچھ سمجھا چکی تھی۔ "میں ایسی ویسی نہیں ہوں۔۔۔پلیز۔۔ " اسکی آنکھوں سے چند آنسو کے قطرے بہنے لگے تھے کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ ارمان اسکے بارے میں غلط سوچے۔

اسکی بات سنتے ہوئے وہ پریشانی سے پاس پڑے بنچ پر بیٹھ گیا۔اپنی ٹائی ڈھیلی کی اور اس کے لفظوں کو سوچنے لگا۔اس کی یہ بات بہت ناگوار گزری تھی جو بہت عجیب معنی بیان کر رہی تھی۔

"ٹھیک۔۔ "وہ سانس بحال کرتے ہوئے تحمل سے بولا۔ "جایئے۔۔۔ "وہ نظریں جھکا کر دکھ سے بولا۔

اسکے یہ الفاظ سنتے ہی وہ خود ہی میں الجھ کر رہ گئی۔وہ چونکی کہ اس نے اسے یہاں سے جانے کے لیئے آخر بول کیسے دیا؟

وہ ایک عجیب سی سوچ میں کھوئی ہوئی انجان راستے پر چلتی گئی۔سرد رات میں شدید ٹھنڈی ہوا سے اب اسے ٹھنڈ کا احساس ہونے لگا تھا کہ اچانک دو تین لڑکے اسکے پاس آنمودار ہوئے۔

"سویٹ ہارٹ۔۔ "ایک لڑکا ہاتھ میں شراب کی بوتل لیے نشے کی حالت میں اسکے پاس کھڑا ہوا۔

لیکن وہ اسے اور اسکے ساتھ لڑکوں کو اگنور کرتے ہوئے آگے بڑھی۔مگر وہ لڑکے تھے کہ اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ سبھی ساتھ ساتھ بوتل میں سے شراب کا ایک ایک گھونٹ بھی بھر رہے تھے۔

دوسری طرف وہاں ارمان بنچ پر بیٹھے ہوئے کافی ڈسٹرب ہونے لگا تھا۔دونوں کو ایک ہی دکھ تھا کہ وہ مجھے غلط کیوں سمجھتی / سمجھتا ہے۔۔۔مگر دونوں ایک دوسرے کے جذبات سے بے خبر تھے۔وہ سر جھکائے اپنی ہی سوچ میں سکتے کی حالت میں تھا۔اسے اندازہ ہی نہ ہوا کہ کب وہ اس کے پاس سے چلی گئی ہے؟

"میں محبت کرنے لگا ہوں آپ سے۔۔۔اور آپ ہیں کہ۔۔۔ "وہ گہرے دکھ سے بولا مگر نظریں اٹھا

کر دیکھا تو وہاں مسکان کو نا پا کر یکدم چونک گیا۔ "مسکان۔۔۔!مسکان۔۔۔ "وہ فوراً سے اپنی جگہ سے اٹھا اور وہ دیوانہ وار اسے ڈھونڈنے لگا۔

****

"دیکھیئے۔۔ "وہ پیچھے ہٹی اور ان سب کو خبردار کرتے ہوئے بولی۔

"کیا دیکھیے؟؟ دیکھنا ہی تو چاہتے ہیں جانِ من۔۔۔ "وہ تیزی سے آگے بڑھے۔

"یہ لو۔۔۔پیسے۔۔۔۔ "نشے میں دھت لڑکا خود کو بمشکل ہی سنبھال پایا تھا۔ دوسرے نے اسکے سامنے نوٹ لہرائے۔

"دیکھو۔۔۔! وہ گھبرا سی گئی۔ میں۔۔۔میں وہ نہیں ہوں۔۔ "وہ ارد گرد دیکھتے ہوئے کانپتی ہوئی بولی۔

"آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔۔ "اسکی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔

"مسکان۔۔۔مسکان۔۔ "وہ اونچی اونچی آوازیں لگاتا ہوا، اسی راستے پر چل نکلا جہاں وہ تھی۔ اسٹیشن سے چند قدم فاصلے کی دوری پر ایک سنسان سڑک پر موجود وہ اکیلی ان لڑکوں سے خود کو بچانے کی کوشش کر رہی تھی۔

ارمان کی آواز سنتے ہی وہ واپس پلٹی جہاں سے اسے اسکی آواز آرہی تھی۔

"ارے کہاں جا رہی ہو؟؟ "وہ مسکراتے ہوئے اسکے پیچھے جانے لگے۔

پریشانی کے عالم میں اسکی سمجھ میں کچھ نہیں تھا آرہا کہ کیا کرے۔ مگر اللہ نے اسکی لاج رکھ لی۔ اسے اب آواز کے ساتھ ساتھ وہ بھی نظر آگیا تھا جو اسے دیوانوں کی طرح ڈھونڈتے ہوئے آرہا تھا۔ اسے لڑکوں میں گھِرا دیکھ کر ارمان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اسے دیکھتے ہی وہ فوراً اسکے قریب آکر رکی تو وہ لڑکے اسے یوں دیکھ کر ہنستے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔

"کیا ہے یہ سب؟؟ "وہ غصہ سے پوچھنے لگا اور بڑے حق سے اس پر نظر ڈالتے ہوئے فکرمندی سے بولا جبکہ وہ گھبراتے ہوئے سہم کر اپنا سانس بحال کرنے لگی۔

اسکی بات کا جواب دیے بغیر ہی وہ تیزی سے اسکے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ وہ اس قدر ڈر گئی تھی کہ اسے اپنے پاس پاکر خود کو پر سکون تصور کرنے لگی تھی۔ "یہاں اتنے برے لوگ ہیں ۔۔ آپ نہ ہوتے تو نجانے کیا ہو جاتا۔۔ "وہ کانپتے ہوئے بولی۔

وہ اتنا سہم چکی تھی کہ اسے اندازہ ہی نہ ہوا کہ وہ اسکے اتنے قریب آگئی ہے۔ اسکی یہ حالت دیکھ کر وہ اسے اپنے ہاتھوں سے پکڑتے ہوئے اپنے مضبوط سہارے کا احساس دلانے لگا۔ وہ اسکے بازوں کے حلقے میں کہیں چھپ سی گئی تھی۔

ایک ہی لمحے میں وہ کئی پل ایک ساتھ جی لیے تھے۔ دونوں ایک دوسرے کو بہت پر سکون محسوس کرنے لگے تھے کہ اچانک ٹرین کی آواز سے وہ خود کو اس کے اتنے قریب پا کر ایک ہی جھٹکے سے اس سے الگ ہو گئی۔ جتنی شدت سے وہ اس کے قریب آئی تھی اتنی ہی شدت سے دور ہو گئی۔ اس سے دور ہوتے ہی اس نے اپنے ہوش و حواس بحال کیے آنسوؤں کو صاف کیا، بکھرے بالوں کو پیچھے کیا اور اپنے کندھے تک آئے دوپٹے کو سر پہ اوڑھتے ہوئے اس سے نظریں چرانے لگی۔

****

دونوں بنچ پر بیٹھے خاموشی سے ایک دوسرے سے نظریں چرا رہے تھے۔ آخر اسکے سوال پہ دونوں کے مابین چھایا ہوا سکوت ختم ہوا۔ "کافی لیں گی؟؟"

وہ اپنی سوچوں میں اتنی محو تھی کہ اسے اندازہ ہی نہ ہوا کہ وہ اس سے کچھ پوچھ رہا ہے؟

اس نے مکرر سوال کیا۔

"جی "! اس نے اپنے خیالات کو جھٹکا جو اسے اپنا اسیر کیے ہوئے تھے۔

"کافی لیں گی؟؟ "وہ نظریں چراتا ہوا بولا۔

"جی۔۔ن۔ نن۔۔۔ نہیں۔۔ "وہ سردی سے کانپتے ہوئے بولی۔

"ٹھنڈ بہت بڑھ رہی ہے۔ "وہ مزید بات کرتے ہوئے ٹھنڈ کو محسوس کرتا ہوا بولا جبکہ وہ خاموشی سے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ جیسے اس سے نظریں چرا رہی ہو۔

"آپ نے گھر فون کر دیا؟؟ "اس نے فکر مندی سے استفسار کیا۔

"نہیں۔۔۔ "

"کیوں؟ "؟وہ حیرانگی سے بولا۔

"وہ۔۔۔وہ۔۔۔ "وہ ذرا رک رک کر بولی جبکہ اسکی آواز کانپ رہی تھی۔ "موبائل کی بیٹری ختم ہو گئی ہے۔۔ "وہ مزید پریشان ہو کر بولی۔

"اوہ ! یہ۔۔لیجئے۔۔ "اس نے مسکراتے ہوئے اسے اپنا فون پکڑایا،اور کافی لینے چلا گیا۔

اس کے چہرے پر پریشانی سے دیکھتے ہوئے وہ دھیما سا مسکرائی۔وہ پریشان اس بات سے تھی کہ گھر کیسے بات کرے؟کیا بتائے؟

اس نے اسکے موبائل پہ اپنے گھر کا نمبر ڈائل کیا۔پہلی بیل پہ ہی کال اٹھائی گئی،جیسے کوئی بڑی بے صبری سے اسکی کال کا ہی منتظر تھا۔

"ہیلو کون۔۔۔ "وہ جلدی سے فون ریسیو کرتے ہوئے بولی۔

"امی۔۔میں مسکان۔۔ "وہ ڈرتے سہمتے ہوئے بولی تھی۔

"اوہ! تم۔۔کہاں ہو؟؟ "وہ سنجیدگی سے بولی۔

"وہ۔۔۔امی۔۔۔ "اس نے اسے سہمتے ہوئے،ساری تفصیل بتائی۔

"چلو۔۔۔کوئی نہیں میرا بچہ۔۔۔۔بے فکر رہو۔صبح تک آرام سے آجانا۔۔ "اسکے لہجے میں طمانیت تھی

۔

"جی۔۔۔ "اس نے پر سکون ہو کر فون رکھا۔

ثریا کی طرف سے دلاسہ مل جانے پر وہ کافی حد تک پر سکون اور مطمئن تھی۔

"امی " ! گڑیا کچن سے پانی کا گلاس لینے کے لیئے کمرے سے باہر آئی۔ "آپی کا فون تھا؟؟ "اسکے سوال پہ وہ بوکھلا سی گئی۔

"نہیں۔۔۔نہیں تو۔۔ "

"پھر؟؟ "اس نے گہرے غور سے اسے دیکھا۔

"صبا۔۔صبا کا فون تھا۔۔۔ "اس نے بڑی صفائی سے بہانہ گڑھا۔

"اس وقت؟؟ "وہ پریشانی سے بولی۔

"ہاں۔۔۔تو۔۔ "وہ بات کو بدلنے کی کوشش کرنے لگی۔

"تم کیا سمجھی کہ تیری چہیتی آپی کا فون ہے۔۔اس وقت وہ ہمیں فون کرنے سے رہی اب۔۔ "وہ مسکراتے ہوئے طنزیہ بولی۔

"امی " ! وہ زچ ہوئی۔

"چلو جا کے سو جاؤ اب تم۔۔ "وہ اکتاتے ہوئے بولی۔

"ثریا " ! عابد صاحب آنکھیں ملتے ہوئے دونوں کی باتیں سن کر باہر آکر بولے۔

"جی۔۔ " وہ دونوں چونک اٹھیں۔

"اس وقت تم لوگ یہاں کیا کر رہی ہو؟؟ "

"وہ۔۔بابا۔۔وہ۔۔ "گڑیا بوکھلاتے ہوئے بمشکل ہی بول پائی تھی۔

"کیا وہ۔۔۔وہ؟؟ جھوٹ نہیں بولا جا رہا کیا؟؟ "وہ دانت پیستے ہوئے بولے۔

"نہیں۔۔۔بابا۔۔ جھوٹ بھلا کیوں؟؟ " وہ زبردستی مسکراتے ہوئے بولی۔

"مسکان کہاں ہے؟؟ "وہ اسکی بات کاٹتے ہوئے غصہ سے بولے۔

"وہ۔۔۔آپی۔۔۔کمرے میں۔۔ "وہ بوکھلاتے ہوئے بولی اور ساتھ ساتھ ثریا کو اشارہ کرنے لگی کہ وہ انہیں کچھ بھی نہ بتائے۔ مگر اسکی ادھوری بات سنتے ہی وہ فوراً کمرے کی طرف جانے لگے۔

"بابا۔۔۔بابا۔۔ "گڑیا ان کے پیچھے جاتے ہوئے بولی۔

"کہاں ہے؟؟ "انہوں نے کمرے کے چاروں اطراف میں نگاہ دوڑائی۔ "کہاں ہے مسکان؟ ثریا! " وہ غصہ سے گرجے۔

ان کے غصہ سے دونوں ڈر سی گئی تھیں مگر ثریا اسی تلاش میں تھی کہ کب ان تک یہ بات پہنچے اور وہ انہیں مرچ مصالحہ لگا کر بتائے۔

"ارے۔۔ارے۔۔آرام سے۔۔ "وہ انہیں پر سکون کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ "ہم پر کیوں گرج رہے ہیں آپ؟؟ابھی تک نہیں آئی آپکی شہزادی! " اس نے ذرا منہ بیگاڑ کر کہا تھا۔

"کہاں ہے وہ؟؟فون لگاؤ اسے گڑیا۔۔۔ "وہ غصہ سے اس سے بولے۔

"جی۔۔۔بابا۔۔۔وہ۔۔ "وہ سہم کر بولی۔

"کیا؟؟جی۔۔بابا۔۔وہ؟؟ " انکی گھمبیر آواز سے اسکا دل تقریباً بند ہونے کو ہی تھا۔

"روکو گڑیا تم۔۔اور آپ۔۔اس بیچاری پر کیوں چلا رہے ہیں آپ؟؟ نمبر ہی بند ہے آپکی شہزادی کا ۔۔ "وہ دل ہی دل میں مسکرائیں۔

"کیا ہو گیا ہے؟؟کیوں شور مچار کھا ہے رات کے اس پہر۔۔ "دادا جان عینک صاف کرتے ہوئے کمرے میں داخل ہو کر پوچھنے لگے۔

"ابا جان۔۔۔مسکان نہیں آئی ابھی تک۔۔۔ "وہ دکھ سے بولے۔

"کیا؟؟؟؟؟؟ "انہوں نے آنکھوں پہ عینک لگائی اور آنکھیں کھول کر حیرت سے پوچھا۔

"ہاں۔۔۔گڑیا کچھ بتا کر گئی تمھیں۔۔۔ "اب کی بار وہ ذرا نرمی سے پوچھنے لگے۔

"جی۔۔بابا۔۔کہہ رہی تھیں کہ حیدر آباد پراسپیکٹس کے سلسلے میں جانا ہے۔ "وہ سہمتے ہوئے بولی

۔

"ہاں۔۔۔تو بس ہو سکتا ہے کوئی مسئلہ ہو گیا ہو۔۔ "دادا جان ذرا تسلی سے بولے۔ "عابد پریشان نہیں ہوتے بیٹا۔۔آتی ہو گی۔۔ "انہوں نے تسلی آمیز لہجے میں کہا جس پہ ثریا حیران ہونے لگی۔

"ابا جی۔۔۔آپ اب سائیڈ لے رہے ہیں اسکی۔۔۔۔اس وقت کون سے مسائل ہو سکتے ہیں آپ بہتر جانتے ہیں۔۔۔ "وہ طنز کے تیر چلاتے ہوئے بولی۔

"ثریا۔۔ "اسکی بات سنتے ہی عابد صاحب جو پر سکون ہوئے تھے، گرج اٹھے۔جبکہ دادی تسبیح ہاتھ میں

لیے اسے گھورنے لگیں۔ لیکن وہ عابد صاحب کے دل میں شک کا بیج کافی حد تک بو چکی تھی۔ جو کس قدر تناآور ہونے والا ہے؟ کسی کو اندازہ نہیں تھا۔

سب نے ثریا کی طرف حیرانی سے دیکھا تو وہ منہ بسورتے ہوئے کمرے سے باہر نکل آئی جیسے اسے کسی کی کوئی پرواہ ہی نہ ہو۔

******

وہ ذرا آگے کو جُھکا اور اسے کافی کا کپ پکڑاتے ہوئے بولا۔ "لیجیئے۔۔۔ "

"شکریہ۔۔۔ " وہ دھیما سا مسکرائی۔ ٹھنڈی ہوا اور اس میں موجود خنکی کافی حد تک انہیں ٹھنڈ کا احساس دلا رہی تھی کہ وہ سردی سے کانپنے لگی۔ اسی لئے ناچاہتے ہوئے بھی اس نے کافی پکڑ لی۔

"ٹھنڈ لگ رہی ہے کیا؟؟ "وہ اسے کانپتا ہوا دیکھ کر اسکے ساتھ بنچ پر چار قدم کے فاصلے پر بیٹھ گیا۔

"نہیں۔۔۔ نہیں تو۔۔۔ "خاموشی کو توڑتے ہوئے وہ سنجیدگی سے کانپنے لگی تھی۔

"اُمم۔۔۔ "وہ نیم انداز میں مسکرایا۔ "تو پھر کانپ کیوں رہی ہیں۔۔۔ "وہ کچھ دیر توقف کے بعد بولا۔

"نہیں۔۔۔ نہیں تو۔۔ "اس نے خود کو کانپنے سے روکا اور کافی کے کپ کو منہ لگایا۔ کافی کا گرم کپ جوں ہی اسکے ہونٹوں سے ٹکرایا تو اسے سکون سا محسوس ہوا۔ "سوری۔۔ "وہ شرمندگی سے بولی۔

"سوری۔۔۔ لیکن کس لئے؟؟ "

"میری وجہ سے۔۔۔ میری وجہ سے آپ کو تکلیف ہوئی۔۔ "وہ نظریں چراتے ہوئے کافی کے کپ کی طرف دیکھنے لگی۔

"اٹس اوکے۔۔۔ "وہ دھیما سا مسکرایا۔ " جو ہونا تھا۔۔۔ وہ ہو گیا۔۔ اب آپ پلیز۔۔۔ معافی مت مانگیئے۔ "وہ سنجیدگی سے بولا۔ اور اٹھ کر اپنا جیکٹ اتار کر اس کے کندھوں پر دینے ہی لگا تھا کہ اس نے اسے روکا۔

"یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ کیا کر رہے ہیں آپ؟؟ " وہ حیرانگی سے اسکا چہرہ دیکھتے ہوئے بولی۔

"ٹھنڈ بہت ہے نا! پلیز۔۔کور یور سیلف۔۔"وہ فکر مندی سے بولا۔

"سر! پلیز " ! وہ تیزی سے جیکٹ کو اتارتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"یہاں کوئی فلم کا سین نہیں چل رہا جو آپ۔۔"

مقابل بھی اسکے سامنے آ کھڑا ہوا اور اسکی بات سن کر وہ کھکھلا کر ہنسا۔

"رہنے دیجئے نا۔۔ "وہ ضد کرتے ہوئے فکر مندی سے بولا جیسے وہ برسوں سے اسے جانتا ہو۔

"پہلے ہی آپکو میری وجہ سے۔۔۔ "وہ بات کرتے کرتے رکا۔ " اور اب آپ کی طبیعت خراب ہو گئی تو۔۔ "وہ خدشہ ظاہر کرتے ہوئے بولا جبکہ وہ اسکی بات سنتے ہی چونکی۔

"دیکھئے سر۔ "وہ خود کو اور اپنے ہزاروں جذبات کا گلا گھونٹتے ہوئے بولی۔

"پلیز۔۔۔آپکو میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔ "وہ تھوڑا گستاخ لہجے میں ٹھنڈی آہ بھر کر بولی تو وہ خاموشی سے اسے دیکھتا ہی رہ گیا جیسے کوئی مخفی چیز اس کے چہرے یا آنکھوں میں کھوج رہا ہو۔

"آخر آپ مجھے غلط کیوں سمجھتی ہیں؟؟ "وہ کچھ دیر توقف کے بعد بولا۔

"میں کیوں سمجھنے لگی آپکو غلط؟؟ "وہ لاپرواہی سے بولی۔

"تو پھر ایسا رویہ کیوں؟؟ "وہ دکھ سے بولا۔

وہ اسکی کسی بھی بات کا جواب دیئے بغیر بنچ پر بیٹھی۔اس نے جیکٹ اس کے ہاتھ میں تھمائی اور ادھر ادھر دیکھنے لگی تو وہ بے بس ہو کر اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

غلط فہمی

"یہ کیا حرکت کی تم نے؟؟ " شکیل غصہ سے بولا۔

"کیا کیا ہے میں نے؟؟ "وہ ایسے بولا، جیسے جانتا ہی نہ ہو۔

"یہ ویران سڑک۔۔۔ آئسکریم؟ یہ کیا ہے؟ "وہ ہڑبڑا سا گیا۔

"کچھ نہیں۔۔ایسے ہی کہہ دیا۔۔"

"ہو ہی نہیں سکتا۔۔ میں مان ہی نہیں سکتا۔۔ کوئی نہ کوئی بات تو ضرور ہے۔۔ "اس نے شکی انداز میں اسے دیکھا۔

"کہانا کچھ نہیں ہوا۔۔۔ کوئی بات نہیں ہے۔۔ ایک تو تم ہر بات کی وضاحت کے پیچھے پڑ جاتے ہو۔۔ "وہ غصہ کرتے ہوئے ذرا لاپرواہی سے بولا۔

"میں بتا رہا ہوں تمہیں۔۔ اگر تم نے اسے ہرٹ کیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔ "شکیل نے قدرے فکر مندی سے اسے وارن کیا۔

اسکے لیئے، اسکی فکر دیکھ کر وہ نیم انداز میں مسکرایا۔

"تو دوست کا خیال نہیں تمہیں؟؟"

"خیال تو بہت ہے۔۔ لیکن دوست کو شاید خود اپنی فکر نہیں۔۔ لیکن اسے میں نے اپنی بہن کہا ہے ۔۔ اور میری بہن کے ساتھ کوئی ناانصافی کرے۔۔۔ یہ مجھ سے برداشت نہیں ہو گا۔۔ امید ہے۔۔ تم میری بات سمجھ رہے ہو گے۔۔ "وہ تنبیہی انداز میں بولا۔ اور یہ جا، وہ جا۔

ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ اسکی بات سن کر وہ لاجواب ہو کر رہ گیا۔

"میرا رویہ کہیں اسے مجھ سے دور نہ کر دے۔۔۔ مجھے طنز نہیں کرنا چاہیئے تھا۔۔ مجھے ایکسکیوز کرنا ہو گا ۔۔۔ "اس نے سوچتے ہوئے گھڑی پر ایک نظر ڈالی اور تیزی سے اٹھا۔

دوسری طرف وہ بھی خود کے ساتھ الجھ رہی تھی۔

"حد ہوتی ہے بھئی۔۔ اس قدر طنز۔۔۔ ابھی کل ہی دوست کہا۔۔ اور آج سبھی کے سامنے۔۔ کیا دوستی ایسی ہوتی ہے؟" اچانک اسکے ذہن میں رات والا منظر آیا۔ "لیکن رات کو میرے اور سرمد بھائی کے علاوہ تو وہاں کوئی۔۔ "سوچتے سوچتے وہ رُکی۔ اسے وہ سایہ یاد آیا مگر دھندلا سا جو اس نے نیم سا دیکھا تھا، جسے اس نے اپنا وہم جانتے ہوئے اگنور کر دیا تھا۔

"لیکن پھر بھی۔۔۔میری پرسنل لائف ہے۔۔اسطرح سے ایسے کیسے وہ۔۔ "وہ خود سے باتیں کرتے ہوئے گہری سوچ میں مبتلا ہوئی مگر اچانک گھڑی پر نظر پڑتے ہی تیزی سے اٹھی۔شام کے پانچ بج چکے تھے۔

"ایکسکیوز می۔۔ایکسکیوز می۔۔ "وہ تیزی سے اسکے پیچھے جاتے ہوئے بولا مگر اس نے کوئی دھیان نہیں دیا ۔" ایکسکیوز می! " اس نے اسے مکرر پکارا۔

"جی۔۔۔ "اس نے حیرانگی سے اسکے چہرے کی طرف نگاہ ڈالی۔" سر آپ یہاں؟؟؟ "

"ایم رئیلی ویری سوری۔۔ "وہ شرمندہ ہوتے ہوئے بولا۔

"مجھے یوں طنز نہیں کرنا چاہیئے تھا۔۔ "وہ معذرتانہ انداز سے بولا۔

"اٹس۔اوکے۔۔"

"مس مسکان! " وہ زیرلب بولا۔مگر وہ وہاں سے جاچکی تھی۔

وہ فوراََ سے پارکنگ میں آیا، گاڑی نکالی اور اسکے پیچھے چل نکلا، جہاں بس اسٹاپ پر کھڑی وہ گاڑی کا انتظار کررہی تھی۔اسے بس اسٹاپ پہ دیکھ کر اس نے اپنی گاڑی روکی، اور گاڑی سے اتر کر اسکے قریب آیا۔

"لگتا ہے آپ بہت خفا ہیں مجھ سے۔۔ "اس نے بھنویں سکیڑ کر اسے دیکھا۔

"اگر آپ برا نہ مانیں تو میں ڈراپ کردوں آپکو؟"اس نے مسکراتے ہوئے اسے پیشکش کی، جس پر وہ اک عجیب سی کشمکش میں مبتلا ہوئی۔

"دیکھیئے سر۔۔۔یہ ٹھیک نہیں ہے۔میں بہت ریسپیکٹ کرتی ہوں آپ کی۔۔مگر یوں آپکا معافی مانگنا ۔۔میری سمجھ سے باہر ہے۔ "وہ الجھتے ہوئے بولی۔

"ایک بات اور۔۔آئندہ کبھی اسطرح مجھے فورس مت کیجیئے گا۔۔پبلک پلیس ہے۔۔میرا روز کا آنا جانا ہے۔۔۔میں نہیں چاہتی لوگ میرے بارے میں غلط سوچیں۔۔ "وہ بناء اس کا رویہ دیکھے اپنی بات کہے جارہی تھی اور وہ تحمل سے مسکراتے ہوئے اسکی بات سننے لگا۔

"سوری مس مسکان۔۔ "وہ شرمندگی سے بولا۔

"سوری؟؟کیوں؟؟ "وہ حیرانگی سے پوچھنے لگی۔

"مجھے آج طنز نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔میری وجہ سے آپکو پریشانی ہوئی۔۔"وہ اس سے نظریں ملانے سے بھی قاصر تھا۔

"سر۔۔میں آپکی ایمپلائی ضرور ہوں مگر میرے پرسنل معاملات میں آخر۔۔۔"

"مس مسکان۔۔ "وہ اسکی بات کاٹتے ہوئے بولا۔

"میں پرسنل معاملات میں انٹرفیئر نہیں کر رہا۔۔لیکن۔پلیز۔ "وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اپنی بات مکمل نہ کر سکا۔

"لیکن؟؟ "وہ سوالیہ طور پر بولی۔"آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟؟ "وہ سنجیدہ ہوتے ہوئے اپنے غصے کو کنٹرول کرنے لگی۔

"آخر آپ مجھے کیا سمجھتے ہیں؟؟میں آپ کو ایسی ویسی لگتی ہوں کیا؟؟ "وہ الجھی۔

اسکا سفید چہرہ غصے سے لال ہو چکا تھا۔

"میرا کہنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے۔۔آپ خوامخواہ روڈ ہو رہی ہیں۔۔"وہ اسے سمجھاتے ہوئے بولا۔

"روڈ؟؟میں ہو رہی ہوں روڈ؟؟ "وہ سوالیہ انداز میں بولی۔" حد ہوتی ہے۔اور پلیز جایئے یہاں سے ۔ "وہ خود کو کنٹرول کرتے ہوئے ذرا گستاخی سے بولی۔

"مس مسکان! " وہ اسے سمجھانے کی کوشش کرنے لگا۔

"ارمان سر۔۔پلیز!! "وہ نمی والے لہجے میں بولی کیونکہ اب کچھ اور سننا اور کہنا اسکے بس سے باہر تھا۔وہ اس سے ذرا سائیڈ پہ کھڑا ہو گئی تھی۔جوں ہی گاڑی آئی تو وہ اس پہ سوار ہو گئی۔

وہ کافی دیر تک کھڑا اسکے بارے میں سوچتا رہا۔

"کاش میں آپکو بتا پاتا کہ۔۔۔۔۔میں آپ کو کسی اور کے ساتھ برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔ کاش۔۔مسکان۔۔کاش۔۔آپ سمجھ جاتیں میری کیفیت۔۔کاش۔۔"

****

دوسری طرف جواد حسن صاحب پہ اپنا ایک اور وار چلانے کے چکر میں تھا۔" پلیز۔۔۔مجھے آپ سے کچھ بات بھی کرنا ہے۔ "وہ التجائیہ انداز میں بولا۔"انکل۔۔لڑکی کافی "ٹیلینٹڈ" ہے۔۔۔میرا تو یہی مشورہ ہے کہ آپکو اور ارمان کو اسے بھی حیدرآباد پراسپکٹس کی تشہیر کے لیے لے کر جانا چاہیے۔اسکا پروجیکٹ ہے وہ بہتر طور پر سمجھا پائے گی سب کو۔۔"

"اممم۔۔۔لیکن آوٹ آف سٹی مشکل ہے وہ جاسکے۔۔۔ "وہ اپنا خدشہ ظاہر کرتے ہوئے بولے۔

"اوہو۔۔۔انکل۔۔۔شام تک تو واپس آہی جانا ہے نا!! اور ویسے بھی آپ تو ساتھ ہی ہونگے ناں۔۔ " اسکی بات سن کر انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ہاں !تو پھر کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔۔"اسکی بات سن کر وہ گہری سوچ میں محو ہوگئے اور وہ انکا چہرہ دیکھتے ہوئے شیطانی مسکراہٹ لیئے خوب مسکرایا۔وہ ان پہ اپنا شیطانی وار کرنے میں آخر کامیاب ہو ہی گیا تھا۔

****

شام کافی گہری ہو چکی تھی۔وہ کالی پینٹ اور سفید شرٹ پہ کالا کوٹ پہنے،اپنی پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے بیچ پہ اپنے اندر کی تنہائی سے چھٹکارا پانے کے لیئے چکر لگا رہا تھا۔ہر آنے،جانے والی لہر کو وہ بغور دیکھ رہا تھا۔

جوں ہی اسکا فون بجا،اس نے اپنی پینٹ کی جیب سے موبائل کو نکالا۔"شکیل اِز کالنگ" اس نے دوسری بیل پہ ہی فون اٹھایا۔

"ایک گڈ نیوز ہے تمھارے لیے۔۔ "وہ پرجوش لہجے میں بولا۔

"گڈ نیوز؟؟کیسی؟؟ "وہ تف تیشی انداز میں بولا۔

"تم باپ بننے والے ہو۔۔۔ "وہ اسے تنگ کرتے ہوئے بولا۔

"بکواس نہ کرو شکیل۔۔میں اس وقت مذاق کے موڈ میں بالکل نہیں ہوں۔ "وہ سخت،کڑوے لہجے

میں بولا۔

"تو کس موڈ میں ہو تم؟؟ " وہ پھر سے ہنسا۔

"تم بتا رہے ہو یا میں فون رکھوں؟؟ " اب کی بار وہ جھنجھلا کر بولا۔

"اتنی بے قراری۔۔جی چاہ رہا ہے۔فون میں گھس کر تمہارے منہ پہ گھونسا ماروں۔۔اینی وے۔۔مسٹر ارمان حسن صاحب تمھارے اور اسکے درمیان فاصلے ختم ہونے والے ہیں۔منزل ملنے والی ہے تمھیں ۔۔" وہ پیشن گوئی کرتے ہوئے پرامید ہوا۔

"کیا کہہ رہے ہو؟؟ "وہ الجھا۔"خدا کا نام ہے۔۔صاف اور سیدھی بات کرو۔۔"

"اممم۔۔۔حیدر آباد پراسپکٹس کی تشہیر کے لیے وہ بھی آپ لوگوں کے ساتھ جائے گی۔۔۔ "وہ اطلاع دیتے ہوئے بولا۔

"وہ؟؟وہ کون؟؟ "وہ بات کو واضح کرتے ہوئے بولا۔

"اسے کون نہ کہنا۔۔ورنہ مار کھاؤ گے مجھ سے۔۔ "شکیل شرارتی انداز سے بولا۔

"اممم۔۔ " جواباً وہ خاموش ہوا۔

"ارے یار۔۔وہی ارمانِ دل۔۔۔ "شکیل نے اسکا تجسس ختم کیا۔مگر اسکی طرف سے کسی بھی قسم کے ردِ عمل کا اظہار نہ کیا گیا۔

"کیا ہوا؟؟ تمھیں خوشی نہیں ہوئی؟؟ "وہ چونکا۔

"وہ نہیں جائے گی۔۔۔ "وہ مایوسی سے بولا۔

"کیوں نہیں جائے گی۔۔۔انکل نے ہی سجسٹ کیا ہے اسے۔۔۔ "وہ مسکرایا۔

"یار۔۔۔۔شکیل۔۔۔آج۔۔۔۔ "وہ شکیل کو آج پیش آنے والا سارا واقعہ وضاحت سے بتانے لگا جس پر شکیل سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

""تم کبھی اچھی خبر نہ دینا۔۔ "وہ جل کر بولا۔ " ہو کہاں ابھی تم؟؟ "

"کہاں ہونا ہے؟ بیچ پہ آیا ہوں۔۔آجاؤ تم بھی۔۔ " وہ التجائیہ بولا۔

"مجھے تو تم ایسے بلا رہے ہو جیسے میں مسکان ہوں؟؟" وہ کھکھلا کر ہنسا تو اس نے مسکراتے ہوئے فون بند کیا اور بیچ پہ موجود پانی کی لہروں کو بغور دیکھنے لگا۔ اسے ایک بار پھر سے وہی سب یاد آنے لگا، جب بارش میں اس نے مسکان کو یہاں اٹھکیلیاں کرتے ہوئے دیکھا تھا۔

وہاں وہ اسکے خیالوں میں محو تھا تو یہاں اسکا حال بھی کچھ الگ نہیں تھا۔ دونوں کے دل کی کیفیت میں ہم آہنگی تھی۔

"میں جس کے لیے دل کی گہرائیوں سے سوچتی ہوں آج وہی مجھے سمجھ نہ پایا۔۔ مجھے تو لگا تھا میں اس خاموش محبت سے ہی وہ سب کچھ اپنا لوں گی جس کی ہمیشہ ہر لڑکی خواہش کرتی ہے۔۔ مگر مجھے کیا ملا؟؟ وہ میرے بارے میں غلط سوچتے ہیں۔۔ کیوں؟؟" وہ اندھیری شب میں ایک اور دن کا حال لکھ رہی تھی۔

"غلطی میری ہی ہے۔۔۔ اور شاید ٹھیک ہی سوچتے ہیں وہ۔۔ کہ۔۔ میں واقعی غلط ہوں۔۔ محبت کا ڈرامہ جو کرنا ہے مجھے۔۔ مگر کاش وہ سمجھ جائیں کہ یہ ڈرامہ کرنے سے پہلے ہی میرے دل میں انکے لیے عجیب احساس پیدا ہوا تھا۔ جب انہوں نے اپنا یقین مجھ پہ جتایا تھا۔۔ تب سے۔۔ " وہ سرد آہ بھرتے ہوئے رونے لگی۔ آج پہلی بار اس نے خود سے اعتراف کیا تھا۔

"مگر مجھے روکنا ہے خود کو۔۔۔ بہت حد تک روکنا ہے۔۔۔ مجھے جواد سر کی بات نہیں مانی۔۔۔ نہیں کر سکتی میں ایسا۔۔۔ نہیں کر سکتی۔۔۔ "وہ روتے ہوئے آسمان پر پھیلے ستاروں کو دیکھنے لگی۔ اسکی آنکھوں کی چمک اور آسمان کی چمک دونوں آنکھوں میں آنکھیں ڈالے ایک سوا ایک افسانے اور دکھ بانٹ رہیں تھیں۔

****

"سوری سر۔۔۔ مشکل ہو گا میرے لیئے شہر سے باہر جانا۔۔۔ "وہ حسن صاحب کے سامنے انتہائی احترام سے کھڑی پریشانی سے بولی جبکہ ارمان انکے پاس بیٹھا خاموشی سے مسکان کو بغور دیکھے جا رہا تھا۔

"بے فکر رہیئے۔۔ صرف تین چار گھنٹے کی ہی تو بات ہے۔۔ ہماری ساکھ کے لیے بہتر ہو گا۔۔ آپ بہتر طور پر اپنا پراجیکٹ ان کے سامنے پیش کر سکیں گی۔"

"پاپا۔۔۔ "وہ حسن صاحب کی بات کاٹتے ہوئے بولا۔ "رہنے دیجیئے نا! شاید ان کو اندازہ نہیں اس پروجیکٹ کی اہمیت کا۔۔۔ "وہ اسے طیش دلانے کی کوشش کرتے ہوئے کن اکھیوں سے دیکھ بھی رہا تھا۔ اتنا سنتے ہی اس نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔

"یا شاید۔۔۔ ان کو ہم پہ ٹرسٹ نہیں۔۔ "اب کی بار وہ آگ بگولہ ہو چکی تھی۔

"نو پرابلم سر۔ مجھے آپ پہ ٹرسٹ ہے۔۔ "وہ اس پر سے نظر ہٹاتے ہوئے حسن صاحب سے مسکراتے ہوئے بولی۔ " لیکن شام سے پہلے۔۔۔ "وہ کنفیوز ہوئی۔

"نہیں تو شاید امی پریشان ہوں گی یا پھر ابو۔۔۔ "شکیل آفس میں بغیر اجازت داخل ہوا اور اسکی بات کو کاٹتے ہوئے شرارتی انداز میں ہنسا۔ جس پہ ارمان نے دبی دبی مسکراہٹ لیئے مسکان کو دیکھا۔ مسکان نے شکیل کو گھورا اور پھر "ایکسیوزمی "کہتے ہوئے ان سے اجازت لی اور وہاں سے چلی گئی۔

"یہ تم لوگوں کو کیا ہوا ہے؟؟ ایمپلائی ہے یہاں۔۔ اور تم دونوں اسکا مذاق اڑا رہے ہو؟ رئیلی ویری بیڈ۔۔ "حسن صاحب نے دونوں کی خوب کلاس لی۔

"نہیں۔۔ نہیں۔۔ انکل۔۔ مذاق نہیں۔۔ اصل میں، مس مسکان کا فیورٹ ڈائیلاگ ہی یہی ہے۔۔ " وہ معصومانہ انداز میں بولا۔

"جس کا جو بھی ڈائیلاگ ہو۔۔ خود پہ کنٹرول رکھو۔۔ "انہوں نے ذرا نرم لہجے میں کہا البتہ تحکم صاف اور واضح تھا۔ انکے جاتے ہی دونوں فاتحانہ مسکراہٹ لیئے زور زور سے ہنسے۔

"دیکھنا۔۔ اب انکار نہیں کر پائے گی۔۔ "شکیل قدرے وثوق سے بولا تو وہ پرامیدی سے مسکرایا۔

"ہاں۔۔۔ اب اس سے بات کرنا بھی آسان ہو جائے گا۔۔۔ اور اسے سمجھانا بھی اسان ہو جائے گا۔۔۔"

"ہاں۔۔ لیکن اس بار۔۔ سمجھا ضرور دینا۔۔۔ وہ سب ضرور کہہ دینا جو تمہارے دل میں ہے۔۔"

****

"ثناء آپی۔۔ "اس نے اپنے دستانے بیگ میں رکھے اور پھر اسے پکارا۔

" ہاں حیاء۔۔۔ "

"میرے روم کا ہیٹر کہاں ہے؟؟ ہر جگہ ڈھونڈ لیا ہے۔۔۔" وہ تھکے تھکے انداز میں بولی۔

"روم کا ہیٹر۔۔۔ "اس نے ذہن پہ زور ڈالا۔ " وہیں ہو گا یار۔۔۔ مگر ابھی ہیٹر کی ضرورت کیوں پڑ گئی تمھیں۔۔ابھی اتنی سردی کہاں ہے؟؟ "

"آپی۔۔۔ ٹھنڈ بہت ہو گئی ہے نا " !!وہ کانپتے ہوئی بولی۔

"یا اللہ خیر !۔۔۔ کمزور دل والوں کا ایسا ہی حال ہوتا ہے۔۔۔ "شاہ میر اسے تنگ کرنے کے ارادے سے بولا۔ اسکی بات سن کر حسن صاحب بھی ہنس پڑے۔ وہ ٹی وی آن کیئے خبریں سن رہے تھے۔

"آپی۔۔۔ سمجھا لیجیئے اسے۔۔ "وہ شکایتی انداز میں بولی۔

"مجھے نہیں۔۔۔۔ بلکہ اسے سمجھایئے۔۔ "وہ اکڑتے ہوئے بولا۔

"بے وقوف۔ "وہ جوس گلاس میں ڈالتے ہوئے پینے لگا جبکہ وہ اسے مسلسل گھورنے لگی۔

"تم لوگوں کا کیا مسئلہ ہے آخر؟؟ کیا کبھی لڑائی کے بغیر بھی بات کر سکتے ہو تم؟؟ "ثناء اکتاتے ہوئے بولی۔

"آپی ایک بات تو بتایئے۔۔ کیا کبھی انڈیا، پاکستان میں دوستی ہو سکتی ہے؟؟ "حیاء نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

"ہاں ہو سکتی ہے۔۔ لیکن تمہارا اور میرا مسئلہ اس سے بھی کہیں بڑھ کر ہے۔۔ "اس سے پہلے ثناء جواب دیتی، شاہ میر نے ہی اسکے سوال پہ نہ صرف اسے جواب دیا بلکہ طنزیہ نگاہوں سے اسے خوب گھورا بھی۔

"سو۔۔ آپی۔۔ آپ اقوامِ متحدہ بننے کی کوشش نہ کریں۔۔ "وہ کھلکھلا کر ہنسا تو ثناء نیم انداز میں مسکرا دی، جبکہ حیاء اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھے جا رہی تھی۔

"تم لوگ جاری رکھو۔۔۔ میں رسما کو کھانا کھلا لوں۔۔۔" وہ کچن میں آئی جہاں رسما کھانے سے بھرے باؤل کو منہ بسورتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

"مما۔۔ نوڈلز بنا دیں۔۔۔" وہ معصومانہ انداز میں بولی۔

"یہ ہیلدی فوڈ ہے۔۔یہی کھانا پڑے گا آپکو۔۔" اس نے اسے حتمی بات سے آگاہ کیا تو وہ اور منہ بنانے لگی۔

ثناء نے روٹی کے ٹکڑوں میں گوشت کا شوربہ ڈالا اور ایک نوالہ بنا کر اس کے سامنے کیا۔

جواد گھر میں داخل ہوا تو ان دونوں کو حسبِ معمول بحث کرتا دیکھ کر نیم انداز میں مسکرایا اور پھر حسن صاحب کے پاس آیا جہاں وہ ٹی وی پہ خبریں سن رہے تھے۔

"انکل کافی پئیں گے؟؟" جواد نے خوش خلقی سے پوچھا۔

"ہاں! کیوں نہیں۔۔" وہ ریموٹ کنٹرول سے چینل بدلتے ہوئے بولے۔

"ثناء۔۔۔ثناء۔۔" اس نے اسے آواز دی۔

"جی آئی۔۔" وہ کچن سے اسے آواز دیتے ہوئے بولی۔"رسا جلدی ختم کرو۔۔۔ "

"مما۔۔۔بس۔۔" وہ ضد کرتے ہوئے بولی۔

"مجھے آپکے پاپا کی بھی بات سننا ہے۔۔۔جلدی کرو۔۔"

"ارے بھئی۔۔۔کہاں ہو؟" وہ مسکرایا۔" لگتا ہے آج کی کافی خود ہی بنانا پڑے گی۔" وہ مسکراتے ہوئے اٹھا۔

"ارے بیٹا۔۔بیٹھو۔۔۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے اسے روکا۔

"کوئی بات نہیں انکل۔۔۔ویسے اتنی بھی بری کافی نہیں بناتا میں۔۔" وہ قہقہہ لگاتے ہوئے بولا جواباً وہ بھی ہنسنے لگے۔

" تم لوگ بھی پیو گے؟؟" اس نے ان دونوں کو پیشکش کی تو دونوں نے فوراً ہی اثبات میں گردن ہلا دی۔

"نیکی اور پوچھ۔۔پوچھ۔۔کیوں نہیں۔۔"

وہ مسکرایا اور کچن میں داخل ہوا۔ "ارے بھئی۔۔۔کہاں بزی ہو تم؟ "

"بس آرہی تھی۔۔ تنگ کر دیا ہے اس نے۔۔ "اس نے رسما کی شکایت کی۔

"اممم۔۔۔تو یہ بات ہے۔۔ "وہ کھانے کا بھرا ہوا باؤل دیکھ کر رسما کی طرف ناراضگی سے دیکھنے لگا۔

"بھئی۔۔۔تم کافی بناؤ۔۔۔ نہیں کھاتی کھانا تو رہنے دو۔۔ "ثناء اسکی بات پر چونکی۔

"وہ۔۔ثناء جو میں نے چاکلیٹس اور پاپس لائے ہیں نا۔۔وہ بنٹی کو دے دینا۔ "وہ شرارتی انداز سے بولا جواباً ثناء بھی مسکرا دی۔

"نہیں۔۔۔نہیں۔۔ "رسما تیزی سے بولی۔ " لائیے میں سارا کھانا کھاؤں گی۔۔لیکن بنٹی کو میری چیزیں نہیں دینی آپ نے۔۔ "وہ افسردہ ہوتے ہوئے دھیما سا مسکرائی۔

"اوہ!ہو۔۔ "وہ اسکی بات کاٹتے ہوئے بولا۔ " میری لاڈو!چلو۔۔اپنے ہاتھوں سے سارا ختم کرنا ہے اسے۔۔اوکے۔ "وہ اسکا ماتھا چومتے ہوئے بولا۔

"جی۔۔۔اس نے تیزی سے کھانے کا بھرا باؤل پکڑا اور میز پر رکھ کر خوشی سے کھانے لگی۔

"دیکھا "!جواد ثناء کو رسما کی طرف دیکھ کر اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ " تم ایسے ہی پریشان ہو رہی تھی ۔۔۔ "جواباً وہ اسکی بات سنتے ہوئے مسکرا دی۔

"اچھا تم جاؤ یہاں سے۔۔میں کر لیتا ہوں۔۔ " اس نے اسکے ہاتھ سے کافی بیٹر پکڑا۔

"لیکن جواد۔۔ "وہ پریشان ہوئی۔

"ارے یار۔۔کیا ہو گیا ہے؟ "وہ حیرانگی سے ہنسا۔

"کچھ نہیں۔۔۔لیکن۔۔آپ۔۔۔۔ "وہ پریشان ہوئی۔

"بے فکر رہو۔۔سارا دن لگی رہتی ہو کچن میں۔۔تمہاری طبعیت پہلے ہی ٹھیک نہیں۔۔کبھی ریسٹ بھی کر لیا کرو۔اور آج تو تمہیں میرے ہاتھ سے بنی ہوئی کافی برداشت کرنا ہی پڑے گی۔۔۔ "وہ خوشگوار موڈ میں بولا مگر پھر نرم لہجے میں اسے حکم دیتے ہوئے ہوئے مسکرایا۔ "تم بیٹھو باہر جا کر میں آیا بس ۔۔۔ "

اس نے احساس تشکر سے اس کے چہرے پہ نگاہ ڈالی اور وہاں سے لاؤنج میں آ گئی۔

****

"پاپا اگلے ہفتے کا پروگرام رکھ لیتے ہیں۔۔ " اسے انکی طبعیت کافی ناساز لگ رہی تھی۔

"نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔ یہ کاروباری معاملات ہیں بیٹا، کوئی گھریلو معاملات نہیں۔۔۔ " وہ اسے سمجھاتے ہوئے بمشکل ہی بول پائے تھے۔

"بے فکر ہو کر جاؤ تم لوگ۔۔ "وہ خود کو سنبھالتے ہوئے ٹیک لگا کر بیٹھنے لگے تو اس نے انکے بیٹھنے میں انکی مدد کی۔

"تایا جان " !وہ بلا اجازت کمرے میں داخل ہوئی۔ "کیا ہوا آپکو؟؟ آپ ٹھیک تو ہیں نا؟؟ "وہ فکر مندی سے بولی۔

"حیا۔۔ میرا بچہ۔۔۔ ٹھیک ہوں میں! " وہ اسے فکر مند دیکھ کر ذرا پیار سے بولے۔

"کہاں ٹھیک ہیں؟؟ دیکھیں ذرا آنکھیں کس قدر سرخ ہو رہی ہیں آپکی۔۔ "وہ ارمان کی طرف دیکھتے ہوئے حسن صاحب کے قریب آ کر بیٹھ گئی۔

"ٹھیک ہو جاؤں گا ابھی۔۔۔ بس سر پر بہت بوجھ ہے۔ "وہ بمشکل بولے۔

"اوہ! ہو۔۔۔ میں میڈیسن لاتی ہوں۔۔ "وہ جلدی سے میڈیسن لینے کے لیے اٹھی۔

"تم جاؤ۔۔۔ میں فون کر دیتا ہوں مسکان کو! مجھے امید ہے وہ سمجھ جائے گی۔ اسے کوئی اعتراض نہیں ہو گا تمہارے ساتھ جانے میں۔۔ "انہوں نے کھانستے ہوئے بمشکل ہی اپنی بات پوری کی۔

"جی۔۔۔ "اس نے چاہا کہ جانے سے انکار کر دے، لیکن ان کے حکم کے خلاف جانے کی جرات نہ کر سکا۔ اسے وہی کرنا پڑا، جس کا انہوں نے اسے حکم دیا تھا۔

****

"سوری سیٹھ حسن صاحب۔۔ نہ چاہتے ہوئے بھی مجھے ایسا کرنا پڑا۔۔ " وہ آتش دان کے قریب سگریٹ سلگائے بیٹھا اپنی نفرت کی آگ میں جل رہا تھا۔ وہ فاتحانہ انداز میں کافی کے اندر نشہ آور

گولیاں ڈالنے والا منظر یاد کرتے ہوئے مسکرایا۔

"اب سب میری مرضی کے مطابق ہوگا۔۔ نفرت سے تو برباد ہونا ہی ہے تم لوگوں کو۔۔۔ مگر محبت کا ایسا کھیل رچاؤں گا کہ جی نہیں سکو گے۔۔۔۔ "وہ انتقام کی آگ میں جل کر بولا۔

جوادا ایک نفسیاتی مریض تھا اسے لگتا تھا کہ نفرت سے کہیں زیادہ محبت کا کھیل رچا کر وہ اپنا بدلہ لے سکتا ہے۔ اسکا ٹارگٹ حسن صاحب کے بیٹوں کو نفسیاتی مریض بنانا، انکی جائیداد ہڑپ کرنا اور حتیٰ کہ انکے پورے خاندان کو جان سے مار دینا تھا۔ وہ بدلے کی آگ میں روز جیتا، روز مرتا۔ مگر کامیابی اسے کب ملے گی؟ یہ سوچ سوچ کر وہ روزانہ اپنا خون جلاتا۔

****

"گڑیا" !۔ وہ اپنی چیزیں ڈھونڈتے ہوئے بولی۔

"جی آپی۔۔۔ "وہ پیپر کی تیاری میں مصروف کتاب پڑھتے ہوئے بولی۔

"میرا جوتا نہیں مل رہا " ! وہ اس سے پوچھتے ہوئے بولی۔

"آپی! یہیں ہوگا۔ "وہ لاپرواہی سے بولی۔

"گڑیا۔۔۔ نہیں ہے نا! ڈھونڈ دو مجھے۔۔۔ بہت دیر ہو گئی ہے پہلے ہی۔۔ "وہ تیزی سے بالوں کو کیچر لگاتے ہوئے سر پر دوپٹہ لینے لگی۔ ہلکے گلابی رنگ میں وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

"اوہو۔۔ "وہ میز پر کتاب کو رکھتے ہوئے بیڈ پر سے اٹھی۔

"یہ لیجیئے۔۔ "اس نے جوتے ڈھونڈ کر اسکے سامنے لا کر رکھے۔

"شکریہ میری گڑیا۔۔۔ "وہ محبت سے شکریہ ادا کرنے لگی۔

"گڑیا تو آپکا نام ہونا چاہیئے قسم سے۔۔"

وہ اسکی بات پہ مسکرا دی۔

"اچھا گڑیا۔۔۔ آج حیدر آباد جانا ہے۔۔۔ "وہ اطلاع دیتے ہوے بولی۔

"حیدر آباد؟؟ "وہ حیرانگی سے بولی۔

"ہاں! پراسپکٹس کے سلسلے میں کچھ کام ہے وہاں کی برانچ میں۔امی کو بتا دینا۔۔۔وہ میرے خیال سے صبا کے گھر گئی ہیں۔۔ "وہ تفہیمی انداز میں بولی۔

"جی کہہ دوں گی۔۔ "وہ مسکراتے ہوئے دوبارہ کتاب پڑھنے لگی۔

"اچھا شام تک آجاؤں گی۔اوکے۔اللہ حافظ۔۔ "وہ مسکراتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

"ناشتہ تو کرتی جاؤ۔۔ "دادی نے اسے پیچھے سے آواز دی۔

"نہیں۔۔دادی۔۔۔پہلے ہی بہت دیر ہو گئی ہے۔۔ "وہ آناًفاناً وہاں سے غائب ہو گئی۔

"اوہو۔۔بیچاری۔۔۔نہ کھانے کی فکر اور نہ اپنی فکر ہے اس لڑکی کو۔۔۔ "دادی خود سے باتیں کرتے ہوئے فکرمندی سے بولیں۔ "اری او گڑیا؟ تمہاری ماں کہاں ہے؟؟ "دادی نے قدرے اونچی آواز سے اسے پکارا۔

"اففففف۔۔ "گڑیا نے کتاب میز پہ رکھی اور انکے پاس آکر بولی۔ " صبا آپی کی طرف گئی ہیں۔۔ "

"صبا کی طرف۔۔اتنی صبح؟؟ "وہ گہری سوچ میں پڑ گئیں۔

"جی۔۔میں ناشتہ بنانے ہی والی تھی۔۔آپی کی ہیلپ کروا رہی تھی تیاری میں۔۔ "اس نے بہانہ گڑھا تو دادی ہولے سے مسکرا دیں۔

"چلو اب بنا لو۔۔ "

اس نے نظریں چراتے ہوئے انہیں دیکھا اور کچن میں ناشتہ بنانے کے لیئے چلی گئی۔

****

"تھینک گاڈ۔۔اٹس جسٹ بی کاز آف یو۔۔۔ "وہ حیدرآباد سے واپسی پر آتے ہوئے کار ڈرائیو کرتے ہوئے بولا۔وہ بے حد خوش تھا۔جہاں وہ اسکی محبت میں دیوانہ ہو چکا تھا،اب اسکی ذہانت کا بھی قائل ہو چکا تھا۔

اس نے چاہا کہ وہ اس سے کچھ تو کہے مگر وہ خاموش ہی بیٹھی رہی۔

"لگتا ہے آپکو خوشی نہیں ہوئی۔۔۔ "اس نے اس پر گہری نظر ڈالی۔

"ن۔ نن۔ نہیں۔۔۔ ایسی بات تو نہیں۔۔ "وہ ذرا رک رک کر بولی۔ حقیقتاً وہ اپنی سانسوں کی بے ترتیبی کو اس پہ واضح نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"پھر؟؟ " وہ وجہ جاننے کی کوشش کرتے ہوئے پریشانی سے بولا۔

"کچھ نہیں"!

"موڈ کیوں آف ہے؟؟؟ "

"نہیں تو۔۔ "وہ سنجیدگی سے بولی۔ "اممم۔۔ سر۔۔ کتنی دیر لگے گی؟؟ "اسکا سارا دھیان گھڑی پہ تھا۔

وہ سمجھ چکا تھا کہ اس سے بات کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں۔ سو اس نے، اس سے مزید تکرار کرنے سے خود کو دور ہی رکھا۔

"بس دو گھنٹے تک۔۔ "وہ گاڑی کی اسپیڈ بڑھاتے ہوئے بولا۔

"دو گھنٹے ؟؟ "وہ یکدم چونکی جبکہ وہ اس کی بے چینی کو محسوس کرتے ہوئے خاموشی سے گاڑی چلانے لگا۔

"میں نے کچھ پوچھا ہے آپ سے۔۔ "وہ خود کو ضبط کرتے ہوئے بولی۔

"آپ کو مجھ سے بات کرنے میں انٹرسٹ ہے؟؟ "

"کیا مطلب ؟ "اس نے بھنویں سکیڑ کر اسکی طرف دیکھا۔

"کچھ نہیں۔۔ "اس نے لاپرواہی سے کہا تو اس نے مزید گھور کر اسکی طرف دیکھا۔

اب کے دونوں کے مابین گہری خاموشی تھی۔

"اوہ شٹ۔۔۔ "بے ساختہ اسکے منہ سے نکلا۔

وہ گاڑی چلاتے چلاتے یکدم رکا۔ بار بار ڈرائیو کرنے کی کوشش میں وہ ناکام رہا۔

"اب کیا کریں۔؟ "وہ پریشانی سے پوچھتے ہوئے اسکی طرف دیکھنے لگا۔

"کیوں کیا ہوا؟؟ "وہ پریشانی سے بولی۔ حالانکہ وہ سمجھ چکی تھی کہ ہوا کیا ہے؟

"ہونا کیا ہے؟؟ لگتا ہے ٹائر پنکچر ہو گیا ہے۔۔۔ "وہ پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے بولا۔

"اوہ!! تو اب؟ "وہ سر پر ہاتھ مارتے ہوئے فکر مندی سے بولی۔

"اس وقت تو۔۔ کوئی ورکشاپ مشکل ہے۔۔ کھلی ہو۔۔ "وہ رک رک کر بات کرتے ہوئے بولا۔

"کیا مطلب؟؟؟ سر شام ہو چکی ہے۔۔ پلیز۔۔۔ پہلے ہی بہت دیر ہو گئی ہے۔۔۔ "وہ تحمل سے بات کرتے ہوئے بولی۔

"فکر نہ کریں۔۔۔ میں کچھ کرتا ہوں۔۔ "وہ اسکی بات سنتے ہی گاڑی سے باہر نکلا۔ ارد گرد کھلی تین چار دکانوں سے پتہ کیا مگر اسے کسی بھی قسم کی مدد نہ مل پائی۔ سرد موسم کے باعث شام ڈھلتے ہی اس علاقے میں ورکشاپ بند ہو گئی تھیں۔ آخر وہ بے سود ہو کر دوبارہ گاڑی میں آبیٹھا۔

"کیا ہوا؟؟ "وہ کلائی پر بندھی گھڑی کو دیکھتے ہوئے پھر اسکی طرف دیکھ کر بولی۔

"شام گہری ہو رہی ہے۔۔ آخر کتنی دیر لگے گی؟؟؟ "

اس نے اسٹیئرنگ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اسکی طرف گہری مایوسی سے دیکھا۔

"اس وقت یہاں کوئی ورکشاپ کھلی نہیں۔۔ ہمیں صبح تک ویٹ کرنا ہو گا۔۔ "

وہ رک رک کر بات کرتے ہوئے ایسے بولا جیسے وہ یہ جانتا ہی نہ ہو کہ اسکے لیے انتظار کرنا کتنا مشکل ہے؟

"صبح تک؟؟ "اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی سی رہ گئیں۔ اسکا جی چاہا اسکا سر پھاڑ دے مگر پھر بھی وہ ضبط سے کام لے رہی تھی۔ "آر یو آل رائٹ؟؟؟ اگر اتنی بڑی گاڑی رکھی ہے تو اس کا ٹائر بدلنا بھی آپکو آنا چاہیئے۔۔۔"

"کبھی سوچا ہی نہیں اس بارے میں۔ کیونکہ۔۔ گاڑی ورکشاپ سے ہی ٹھیک ہو کر آجاتی ہے تو۔۔۔"

وہ بے حد معصومیت سے بولا۔

"اوہہ۔۔۔" اس کا پورا چہرہ غصہ سے بھر چکا تھا۔ آخر وہ کچھ دیر توقف کے بعد دوبارہ بولی۔" مجھے جلدی گھر جانا ہے۔۔ "اسکی آواز کانپنے لگی تھی۔۔ " مجھے ذرا بھی اندازہ ہوتا کہ یہ سب ہو گا تو۔۔تو میں کبھی آپ کے ساتھ نہ آتی۔۔۔ "اب کہ اسکی آنکھیں بھر آئیں۔

"مس مسکان۔۔ریلیکس۔۔"وہ "ریلیکس " پر زور دیتے ہوئے بولا۔

"کیسے ہو جاؤں میں ریلیکس؟؟ آپکو تو میں ایسی ویسی لگتی ہوں نا " !! وہ کل والی بات کو ذہن میں لاتے ہوئے طنزیہ بولی۔

"میں نے کب کہا ایسا؟؟ "وہ الجھتے ہوئے بولا۔

"کہا نہیں۔۔۔ مگر آپکی باتوں سے تو یہی ظاہر ہو رہا ہے نا!! " وہ غصہ سے بولی۔ " مگر میں آپکو بتا رہی ہوں مجھے ابھی اور اسی وقت یہاں سے نکلنا ہے۔۔"

وہ اب اسکے روکھے لہجے کا سبب سمجھا۔وہ ابھی تک کل والی بات پہ اس سے خفا تھی۔ " دیکھیں۔۔۔۔۔آپ غلط سمجھ رہی ہیں۔۔ "وہ تحمل سے بولا۔

"وہاٹ ایور۔۔"وہ زچ ہو کر بولی جبکہ وہ اسے بغور دیکھنے لگا۔

"اینی وے۔۔۔ "اس نے خود کو بمشکل کنٹرول کیا۔ "ہمیں اپنا وقت فضول باتوں کی بجائے کنوینس ڈھونڈنے میں۔۔۔"

"او۔کے او۔کے۔۔۔ "وہ اسکی بات کو کاٹتے ہوئے بولا۔ " کچھ کرتا ہوں۔ "

اس نے اپنی کالی شال کو کندھوں تک برابر کیا اور خاموشی سے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے باہر آ کھڑی ہوئی۔

"اوہ ہو۔۔ "وہ بھی تیزی سے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے باہر آ کھڑا ہوا۔ "ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے ۔۔ "موسم میں موجود سرد ہوا اور خنکی محسوس کرتے ہوئے وہ بولا۔ "آپ گاڑی میں بیٹھیے۔۔ میں دیکھتا ہوں۔۔ "وہ اسے سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے بولا۔ " اگر کوئی لفٹ ملتی ہے تو۔۔۔۔"

"اگر سے مطلب؟؟ "وہ چونکی۔

اسکا دوپٹہ سر سے اترا اور اس کے بال ہوا سے اڑنے لگے تھے۔اس نے ایک نظر اسکو دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔وہ اسکے خوبصورت چہرے کو اپنی آنکھوں میں بسانا چاہتا تھا۔وہ کیا کہہ رہی ہے؟اسکی سماعتوں سے سب ٹکرانے کے باوجود اسکے کانوں تک نہیں پہنچ رہا تھا۔

اسکی طرف سے گہری خاموشی پا کر اسکا پارا مزید چڑھنے لگا تھا۔

"سر۔۔۔آپ سمجھ نہیں رہے۔۔۔پلیز۔۔۔۔ "وہ ارد گرد سڑک پر نظریں دوڑاتے ہوئے اس سے بولی۔اس کی آواز لرزنے لگی تھی جس سے وہ فوراً نارمل ہوا۔

"میرا اس میں کیا قصور ہے؟؟اب ٹائر پنکچر میں نے خود تھوڑی نا کیا ہے جو آپ اسطرح سے۔۔ " آخر وہ بے ضبط بول دیا۔

"تو کیا میرا قصور ہے؟؟ "وہ بھی بے اختیار بول پڑی۔اسکی آنکھیں آنسوؤں سے بھر چکی تھیں اور چہرہ تر ہو چکا تھا۔

"بتائیے؟؟ "وہ جواب مانگتی نظروں سے بولی۔

"اچھا۔۔۔آپ روئیں تو نہیں نا ! پلیز۔۔ "اسکی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے مگر پھر اس نے فوراً سے گاڑی کو لاک کیا اور اسکے پاس آ کھڑا ہوا۔

"چلیئے۔۔۔ "اس نے مفلر گلے کے ارد گرد لپیٹا،اپنی جیکٹ ٹھیک کی اور پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے بولا۔

"کہاں؟؟؟ "وہ آنکھوں میں آئے ہوئے آنسوؤں کو تیزی سے صاف کرتے ہوئے بولی۔

"اب یہاں کھڑے رہنے سے کوئی فائدہ تو ہونے والا نہیں دیکھیئے۔۔۔روڈ کتنا سنسان ہے۔۔مشکل ہے کوئی لفٹ ملے۔۔ "اس نے ویران سڑک کی جانب اشارہ کیا۔

"تو؟؟ " وہ اسکا جواب جاننے کے لیئے خاصی مضطرب تھی۔

"ٹرین۔۔۔ "

اسکا جواب سن کر اسکا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ "تو کیا اب ہم ٹرین سے جائیں گے؟ "اس نے آئی برو اچکا کر اسے دیکھا۔

"ظاہر سی بات ہے۔۔ "وہ سنجیدگی سے بولا۔

دونوں پیدل چلتے چلتے ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہوئے ریلوے اسٹیشن کے راستے پر نکل گئے جو وہاں سے کچھ ہی قدم دور تھا۔

****

"بھائی نہیں آئے ابھی تک؟؟ "شاہ میر گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"نہیں!! ابھی تو نہیں آئے۔۔۔ "وہ ٹی وی دیکھتے ہوئے بولی۔

"اممم۔۔اب تک تو انہیں آجانا چاہیئے تھا۔۔خیر۔پاپا کیسے ہیں اب؟؟ "وہ میز پر پڑے پاپ کارن کھاتے ہوئے بولا۔

"ہاں! کافی بہتر ہیں۔۔۔ "وہ مسکرائی۔

"اچھا۔۔۔میں مل کے آتا ہوں انہیں۔۔۔ "وہ اٹھا۔

"ارے رکو۔۔۔تایا جان ابھی سوئے ہیں میڈیسن لے کر۔۔ "وہ اسے آگاہ کرتے ہوئے بولی۔

"اممم۔۔۔اچھا۔۔تم کیا دیکھ رہی ہو؟؟ "وہ ٹی وی پر نظر ڈالتے ہوئے بولا۔

"اوہو۔۔۔اب سمجھ آیا۔۔۔تم بھی نا! ڈرامے دیکھ دیکھ کر ڈرامے باز ہوگئی ہو۔۔ "وہ اسے تنگ کرتے ہوئے بولا۔

"شاہ میر! "وہ زچ ہوئی۔

"تنگ نہیں کرو مجھے۔۔ "وہ منہ بسورتے ہوئے بولی جوابًا وہ کھکھلا کر ہنسنے لگا۔

"ویسے ایک بات ہے۔۔پورے دن میں جب تک تم سے لڑائی نہ ہو۔۔کچھ خالی خالی سا لگتا ہے۔۔"

"تمہارے اس خالی خالی کے چکر میں۔۔میرا دماغ تو خالی ہو جاتا ہے۔۔ "وہ ناگواری سے بولی تو وہ اور کھکھلا کر ہنسا۔

****

ریلوے سٹیشن کے بینچ پر بیٹھی وہ ہوا سے اڑتے ہوئے اپنے بالوں کو سنبھال رہی تھی کہ اچانک ارمان کا دھیان اس پر پڑا جو کہ ٹکٹس لیے اسکی طرف آرہا تھا۔۔۔ایک لمحے کے لیے اس کی آنکھیں اس پر ٹھہر سی گئی تھیں۔ ہلکے گلابی رنگ کے لباس میں ملبوس مسکان اسے بالکل شہزادیوں کی طرح محسوس ہو رہی تھی۔ وہ اپنے اندر ہونے والی تبدیلی کو سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

وہ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا کہ اچانک مسکان کا دھیان اسکی طرف پڑا جو اس سے دس قدم کے فاصلے پر موجود تھا۔ وہ سر پر دوپٹہ اوڑھے اٹھی اور اسکے قریب آکر بولی۔

"سر۔۔سر۔۔سر۔۔ "اس نے اسے بارہا بلایا۔ وہ تیسری مرتبہ ذرا اونچی آواز سے بولی۔

"ہاں۔۔ "وہ پلکیں جھپکاتے ہوئے بولا۔

"ٹکٹس مل گئیں؟؟ "وہ پریشانی سے بولی۔

"ہاں۔۔لیکن۔۔ "اسکے چہرے پر پھیلی پریشانی ہلکی سی مسکراہٹ میں بدل گئی جیسے وہ اللہ کا شکر ادا کر رہی ہو لیکن اسکی ادھوری بات نے اسکو مزید پریشان کر دیا تھا۔

"لیکن۔۔ "اس نے پریشانی سے استفسار کیا۔

"ٹرین جا چکی ہے۔۔۔ "اس نے اسے آگاہ کیا۔

"تو پھر یہ؟؟؟ "وہ اسکے ہاتھ میں موجود ٹکٹس کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"دوسری ٹرین صبح جائے گی۔۔۔ "وہ تیزی سے بولا۔

"صبح؟؟ "وہ چونکی۔

"ہاں چار بجے۔۔۔ "وہ سنجیدا ہوا۔

"تو یہ ٹکٹس اسکی؟؟؟ "اس نے اپنا خدشہ ظاہر کرتے ہوئے سوال کیا۔

"ہاں۔۔ "وہ نظریں چراتا ہوا شرمندہ ہوا تھا۔

"افففففف۔۔چار بجے۔۔ "وہ اپنا سر پکڑ کر رہ گئی۔ "میری غلطی تھی جو آپ کے ساتھ آگئی۔۔۔اگر

حسن سر ریکوئیسٹ نہ کرتے تو میں کبھی نہ آتی۔۔۔مجھے ذرا سا بھی اندازہ ہوتا تو میں۔۔ "اسکی آواز بِھرا سی گئی اور اس نے رونا شروع کر دیا۔وہ جس تیزی سے بولتی چلی گئی وہ اسے بس سنتا ہی گیا مگر اسکے اس طرح رونے پر وہ بے قرار سا ہو کر رہ گیا۔

"مس مسکان۔۔پلیز۔۔۔میں نے جان بوجھ کر تو ایسا نہیں کیا نا؟" "اچھا۔۔بیٹھ جائیے۔۔ "وہ اسکے کندھوں پر ہاتھ رکھنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولا۔

وہ اس سے تھوڑا دور ہٹی۔ " مجھے نہیں بیٹھنا۔۔۔آپ کریئے ویٹ۔۔۔چار بجے کی ٹرین کا۔۔۔ " وہ دانت پیستے ہوئے بولی۔

"میں چلی جاؤں گی خود۔۔۔آپ کو تو اپنے کام سے مطلب تھا ناں؟ پراسپکٹس فائنل ہو گیا۔۔۔اب بھلا میری کیا ضرورت۔۔ "وہ تیزی سے بنا سوچے سمجھے بولتی ہی گئی اور اتنا کہتے ہوئے تیز تیز قدم بھرتے ہوئے وہاں سے دور نکل آئی جبکہ وہ اسے پیچھے سے پکارتا چلا گیا مگر وہ کوئی جواب دیے بغیر ہی وہاں سے چل دی۔

"گھر پر ضرور ایک کہرام برپا ہو گا۔۔اتنی رات ہو گئی ہے۔۔مگر ارمان سر کو پرواہ ہی نہیں۔۔ نجانے گھر پر کیا ہو رہا ہو گا اس وقت۔۔ "وہ پریشانی سے خود سے باتیں کرتے ہوئے تیز تیز چلنے لگی۔وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ وہ کس راستے پہ چل رہی ہے ؟شدید سردی کے باعث تیز تیز چلتے ہوئے اسکا سانس پھول چکا تھا۔

"فون کر دیتی ہوں۔۔ "چلتے چلتے وہ رکی۔۔ " ہاں۔۔یہ ٹھیک رہے گا۔۔۔ "اس نے بیگ میں سے فون نکالا۔

"شِٹ۔۔۔۔اس کو بھی ابھی ختم ہونا تھا۔۔ "موبائل کو بند دیکھ کر وہ مزید پریشان ہوئی۔ "اب کیا کروں؟؟ "وہ سردی سے کانپتے ہوئے ارد گرد دیکھنے لگی۔

وہ جیسا سوچ رہی تھی بالکل ویسا ہی ہو رہا تھا۔گھر میں ثریا نے ایک کہرام مچا رکھا تھا۔ "رات کے دس بج گئے مگر اس لڑکی کا کوئی اتا پتہ نہیں۔۔۔ "دوسری طرف وہ اپنی عادت سے مجبور واویلا مچانے میں

مصروف تھی۔

"امی۔۔۔خدا کا نام ہے۔۔۔آہستہ بولیں۔۔۔ "گڑیا اسے چپ کروانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولی۔

"اور فون۔۔۔فون بھی بند کرر کھا ہے اس شہزادی نے۔۔دیکھ لینا اماں! منہ کالا کروائے گی یہ۔۔ " وہ زہر اگلتے ہوئے بولی۔

"ثریا۔۔۔!عقل سے کام لو۔۔۔کیسی نازیبا گفتگو کر رہی ہو تم۔۔۔ "دادی غصہ سے سمجھاتے ہوئے بولیں مگر وہ تھی کہ ایک سے بڑھ کر ایک بات سنانے میں مصروف تھی۔گڑیا بار بار اسکا نمبر ٹرائے کر رہی تھی مگر اسکا اس سے رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔

****

اسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے وہ اس جگہ آپہنچا جہاں وہ بنچ پہ گم صم بیٹھی تھی۔اس نے اسے دور سے دیکھا تو فوراً اسکے قریب آیا اور غصے سے اسکا بازو پکڑا۔ "آخر کیا سمجھتی ہیں آپ؟؟میں کھا تھوڑی نہ جاؤں گا آپکو۔۔کیا میں آپکو ایسا ویسا لگتا ہوں؟؟ "وہ غصہ سے بولا۔

اسکو اپنا بازو پکڑتے ہوئے دیکھ کر وہ چونکی۔ "بازو چھوڑیئے میرا۔۔۔ "اسکی غصہ سے لال ہوتی آنکھیں دیکھ کر بھی اسکی گرفت میں کمی نہیں آئی تھی۔

تبھی اس نے اپنا بازو ایک ہی جھٹکے سے اسکی گرفت سے چھڑوایا اور اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔

"میں تو آپکو ایسا ویسا نہیں سمجھتی۔۔لیکن شاید آپ ضرور سمجھنے لگے ہیں۔۔ "وہ ذو معنی انداز میں بولی ۔نظروں ہی نظروں میں وہ اسے بہت کچھ سمجھا چکی تھی۔ "میں ایسی ویسی نہیں ہوں۔۔۔پلیز۔۔ " اسکی آنکھوں سے چند آنسو کے قطرے بہنے لگے تھے کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ ارمان اسکے بارے میں غلط سوچے۔

اسکی بات سنتے ہوئے وہ پریشانی سے پاس پڑے بینچ پر بیٹھ گیا۔ اپنی ٹائی ڈھیلی کی اور اس کے لفظوں کو سوچنے لگا۔ اس کی یہ بات بہت ناگوار گزری تھی جو بہت عجیب معنی بیان کر رہی تھی۔

"ٹھیک۔۔ "وہ سانس بحال کرتے ہوئے تحمل سے بولا۔ "جائیے۔۔۔ "وہ نظریں جھکا کر دکھ سے بولا۔

اسکے یہ الفاظ سنتے ہی وہ خود ہی میں الجھ کر رہ گئی۔ وہ چونکی کہ اس نے اسے یہاں سے جانے کے لیئے آخر بول کیسے دیا؟

وہ ایک عجیب سی سوچ میں کھوئی ہوئی انجان راستے پر چلتی گئی۔ سرد رات میں شدید ٹھنڈی ہوا سے اب اسے ٹھنڈ کا احساس ہونے لگا تھا کہ اچانک دو تین لڑکے اسکے پاس آنمودار ہوئے۔

"سویٹ ہارٹ۔۔ "ایک لڑکا ہاتھ میں شراب کی بوتل لیے نشے کی حالت میں اسکے پاس کھڑا ہوا۔

لیکن وہ اسے اور اسکے ساتھ لڑکوں کو اگنور کرتے ہوئے آگے بڑھی۔ مگر وہ لڑکے تھے کہ اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ سبھی ساتھ ساتھ بوتل میں سے شراب کا ایک ایک گھونٹ بھی بھر رہے تھے۔

دوسری طرف وہاں ارمان بینچ پر بیٹھے ہوئے کافی ڈسٹرب ہونے لگا تھا۔ دونوں کو ایک ہی دکھ تھا کہ وہ مجھے غلط کیوں سمجھتی / سمجھتا ہے۔۔۔ مگر دونوں ایک دوسرے کے جذبات سے بے خبر تھے۔ وہ سر جھکائے اپنی ہی سوچ میں سکتے کی حالت میں تھا۔ اسے اندازہ ہی نہ ہوا کہ کب وہ اس کے پاس سے چلی گئی ہے؟

"میں محبت کرنے لگا ہوں آپ سے۔۔۔ اور آپ ہیں کہ۔۔۔ "وہ گہرے دکھ سے بولا مگر نظریں اٹھا کر دیکھا تو وہاں مسکان کو نا پا کر یکدم چونک گیا۔ "مسکان۔۔۔! مسکان۔۔۔ "وہ فوراً سے اپنی جگہ سے اٹھا اور وہ دیوانہ وار اسے ڈھونڈنے لگا۔

* * * * * * * * * *

"دیکھیئے۔۔ "وہ پیچھے ہٹی اور ان سب کو خبردار کرتے ہوئے بولی۔

"کیا دیکھیئے؟؟ دیکھنا ہی تو چاہتے ہیں جانِ من۔۔۔ "وہ تیزی سے آگے بڑھے۔

"یہ لو۔۔۔ پیسے۔۔۔۔ "نشے میں دھت لڑکا خود کو بمشکل ہی سنبھال پایا تھا۔ دوسرے نے اسکے سامنے

نوٹ لہرائے۔

"دیکھو۔۔۔! وہ گھبرا سی گئی۔ میں۔۔۔میں وہ نہیں ہوں۔۔ "وہ ارد گرد دیکھتے ہوئے کانپتی ہوئی بولی۔

"آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔۔ "اسکی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔

"مسکان۔۔۔مسکان۔۔ "وہ اونچی اونچی آوازیں لگاتا ہوا، اسی راستے پر چل نکلا جہاں وہ تھی۔ اسٹیشن سے چند قدم فاصلے کی دوری پر ایک سنسان سڑک پر موجود وہ اکیلی ان لڑکوں سے خود کو بچانے کی کوشش کر رہی تھی۔

ارمان کی آواز سنتے ہی وہ واپس پلٹی جہاں سے اسے اسکی آواز آ رہی تھی۔

"ارے کہاں جا رہی ہو؟؟ "وہ مسکراتے ہوئے اسکے پیچھے جانے لگے۔

پریشانی کے عالم میں اسکی سمجھ میں کچھ نہیں تھا آ رہا کہ کیا کرے۔ مگر اللہ نے اسکی لاج رکھ لی۔ اسے اب آواز کے ساتھ ساتھ وہ بھی نظر آ گیا تھا جو اسے دیوانوں کی طرح ڈھونڈتے ہوئے آ رہا تھا۔ اسے لڑکوں میں گھِرا دیکھ کر ارمان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اسے دیکھتے ہی وہ فوراً اسکے قریب آ کر رکی تو وہ لڑکے اسے یوں دیکھ کر ہنستے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔

"کیا ہے یہ سب؟؟ "وہ غصہ سے پوچھنے لگا اور بڑے حق سے اس پر نظر ڈالتے ہوئے فکر مندی سے بولا جبکہ وہ گھبراتے ہوئے سہم کر اپنا سانس بحال کرنے لگی۔

اسکی بات کا جواب دیے بغیر ہی وہ تیزی سے اسکے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ وہ اس قدر ڈر گئی تھی کہ اسے اپنے پاس پا کر خود کو پر سکون تصور کرنے لگی تھی۔ "یہاں اتنے برے لوگ ہیں ۔۔ آپ نہ ہوتے تو نجانے کیا ہو جاتا۔۔ "وہ کانپتے ہوئے بولی۔

وہ اتنا سہم چکی تھی کہ اسے اندازہ ہی نہ ہوا کہ وہ اسکے اتنے قریب آ گئی ہے۔ اسکی یہ حالت دیکھ کر وہ اسے اپنے ہاتھوں سے پکڑتے ہوئے اپنے مضبوط سہارے کا احساس دلانے لگا۔ وہ اسکے بازوں کے حلقے میں کہیں چھپ سی گئی تھی۔

ایک ہی لمحے میں وہ کئی پل ایک ساتھ جی لیے تھے۔ دونوں ایک دوسرے کو بہت پر سکون محسوس کرنے لگے تھے کہ اچانک ٹرین کی آواز سے وہ خود کو اس کے اتنے قریب پا کر ایک ہی جھٹکے سے اس سے الگ ہو گئی۔ جتنی شدت سے وہ اس کے قریب آئی تھی اتنی ہی شدت سے دور ہو گئی۔ اس سے دور ہوتے ہی اس نے اپنے ہوش و حواس بحال کیے آنسوؤں کو صاف کیا، بکھرے بالوں کو پیچھے کیا اور اپنے کندھے تک آئے دوپٹے کو سر پہ اوڑھتے ہوئے اس سے نظریں چرانے لگی۔

****

دونوں بنچ پر بیٹھے خاموشی سے ایک دوسرے سے نظریں چرا رہے تھے۔ آخر اسکے سوال پہ دونوں کے مابین چھایا ہوا سکوت ختم ہوا۔ "کافی لیں گی؟؟"

وہ اپنی سوچوں میں اتنی محو تھی کہ اسے اندازہ ہی نہ ہوا کہ وہ اس سے کچھ پوچھ رہا ہے؟

اس نے مکرر سوال کیا۔

"جی " ! اس نے اپنے خیالات کو جھٹکا جو اسے اپنا اسیر کیے ہوئے تھے۔

"کافی لیں گی؟؟ "وہ نظریں چراتا ہوا بولا۔

"جی۔۔ن۔ نن۔۔۔ نہیں۔۔ "وہ سردی سے کانپتے ہوئے بولی۔

"ٹھنڈ بہت بڑھ رہی ہے۔ "وہ مزید بات کرتے ہوئے ٹھنڈ کو محسوس کرتا ہوا بولا جبکہ وہ خاموشی سے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ جیسے اس سے نظریں چرا رہی ہو۔

"آپ نے گھر فون کر دیا؟؟ "اس نے فکر مندی سے استفسار کیا۔

"نہیں۔۔۔ "

"کیوں؟ "؟وہ حیرانگی سے بولا۔

"وہ۔۔۔۔وہ۔۔۔ "وہ ذرا رک رک کر بولی جبکہ اسکی آواز کانپ رہی تھی۔ "موبائل کی بیٹری ختم ہو گئی ہے۔۔ "وہ مزید پریشان ہو کر بولی۔

"اوہ ! یہ۔۔۔لیجیئے۔۔ "اس نے مسکراتے ہوئے اسے اپنا فون پکڑا یا، اور کافی لینے چلا گیا۔

اس کے چہرے پر پریشانی سے دیکھتے ہوئے وہ دھیما سا مسکرائی۔وہ پریشان اس بات سے تھی کہ گھر کیسے بات کرے؟کیا بتائے؟

اس نے اسکے موبائل پہ اپنے گھر کا نمبر ڈائل کیا۔پہلی بیل پہ ہی کال اٹھائی گئی، جیسے کوئی بڑی بے صبری سے اسکی کال کا ہی منتظر تھا۔

"ہیلو کون۔۔۔ "وہ جلدی سے فون ریسیو کرتے ہوئے بولی۔

"امی۔۔میں مسکان۔۔ "وہ ڈرتے سہمتے ہوئے بولی تھی۔

"اوہ! تم۔۔کہاں ہو؟؟ "وہ سنجیدگی سے بولی۔

"وہ۔۔۔امی۔۔۔ "اس نے اسے سہمتے ہوئے، ساری تفصیل بتائی۔

"چلو۔۔۔کوئی نہیں میرا بچہ۔۔۔بے فکر رہو۔صبح تک آرام سے آجانا۔۔ "اسکے لہجے میں طمانیت تھی

۔

"جی۔۔۔ "اس نے پرسکون ہو کر فون رکھا۔

ثریا کی طرف سے دلاسہ مل جانے پر وہ کافی حد تک پرسکون اور مطمئن تھی۔

"امی " ! گڑیا کچن سے پانی کا گلاس لینے کے لیئے کمرے سے باہر آئی۔ "آپی کا فون تھا؟؟ "اسکے سوال پہ وہ بوکھلا سی گئی۔

"نہیں۔۔۔نہیں تو۔۔ "

"پھر؟؟ "اس نے گہرے غور سے اسے دیکھا۔

"صبا۔۔صبا کا فون تھا۔۔۔ "اس نے بڑی صفائی سے بہانہ گڑھا۔

"اس وقت؟؟ "وہ پریشانی سے بولی۔

"ہاں۔۔۔تو۔۔ "وہ بات کو بدلنے کی کوشش کرنے لگی۔

"تم کیا سمجھی کہ تیری چہیتی آپی کا فون ہے۔۔اس وقت وہ ہمیں فون کرنے سے رہی اب۔۔ "وہ مسکراتے ہوئے طنزیہ بولی۔

"امی " ! وہ زچ ہوئی۔

"چلو جا کے سو جاؤ اب تم۔۔ "وہ اکتاتے ہوئے بولی۔

"ثریا " ! عابد صاحب آنکھیں ملتے ہوئے دونوں کی باتیں سن کر باہر آ کر بولے۔

"جی۔۔ " وہ دونوں چونک اٹھیں۔

"اس وقت تم لوگ یہاں کیا کر رہی ہو؟؟ "

"وہ۔۔بابا۔۔وہ۔۔ "گڑیا بوکھلاتے ہوئے بمشکل ہی بول پائی تھی۔

"کیا وہ۔۔۔وہ؟؟ جھوٹ نہیں بولا جا رہا کیا؟؟ "وہ دانت پیستے ہوئے بولے۔

"نہیں۔۔۔بابا۔۔ جھوٹ بھلا کیوں؟؟ " وہ زبردستی مسکراتے ہوئے بولی۔

"مسکان کہاں ہے؟؟ "وہ اسکی بات کاٹتے ہوئے غصہ سے بولے۔

"وہ۔۔۔ آپی۔۔۔کمرے میں۔۔ "وہ بوکھلاتے ہوئے بولی اور ساتھ ساتھ ثریا کو اشارہ کرنے لگی کہ وہ انہیں کچھ بھی نہ بتائے۔ مگر اسکی ادھوری بات سنتے ہی وہ فوراً کمرے کی طرف جانے لگے۔

"بابا۔۔۔بابا۔۔ "گڑیا ان کے پیچھے جاتے ہوئے بولی۔

"کہاں ہے؟؟ "انہوں نے کمرے کے چاروں اطراف میں نگاہ دوڑائی۔ "کہاں ہے مسکان؟ ثریا! " وہ غصہ سے گرجے۔

ان کے غصہ سے دونوں ڈر سی گئی تھیں مگر ثریا اسی تلاش میں تھی کہ کب ان تک یہ بات پہنچے اور وہ انہیں مرچ مصالحہ لگا کر بتائے۔

"ارے۔۔ارے۔۔ آرام سے۔۔ "وہ انہیں پر سکون کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ "ہم پر کیوں گرج رہے ہیں آپ؟؟ ابھی تک نہیں آئی آپکی شہزادی! " اس نے ذرا منہ بیگاڑ کر کہا تھا۔

"کہاں ہے وہ؟؟ فون لگاؤ اسے گڑیا۔۔۔ "وہ غصہ سے اس سے بولے۔

"جی۔۔۔بابا۔۔۔وہ۔۔ "وہ سہم کر بولی۔

"کیا؟؟ جی۔۔بابا۔۔وہ؟؟ " انکی گھمبیر آواز سے اسکا دل تقریباً بند ہونے کو ہی تھا۔

"روکو گڑیا تم۔۔ اور آپ۔۔ اس بیچاری پر کیوں چلا رہے ہیں آپ؟؟ نمبر ہی بند ہے آپکی شہزادی کا ۔۔ "وہ دل ہی دل میں مسکرائیں۔

"کیا ہو گیا ہے؟؟ کیوں شور مچا رکھا ہے رات کے اس پہر۔۔ "دادا جان عینک صاف کرتے ہوئے کمرے میں داخل ہو کر پوچھنے لگے۔

"ابا جان۔۔۔ مسکان نہیں آئی ابھی تک۔۔۔ "وہ دکھ سے بولے۔

"کیا؟؟؟؟؟؟ "انہوں نے آنکھوں پہ عینک لگائی اور آنکھیں کھول کر حیرت سے پوچھا۔

"ہاں۔۔۔ گڑیا کچھ بتا کر گئی تمھیں۔۔۔ "اب کی بار وہ ذرا نرمی سے پوچھنے لگے۔

"جی۔۔ بابا۔۔ کہہ رہی تھیں کہ حیدر آباد پرا سپیکٹس کے سلسلے میں جانا ہے۔ "وہ سہمتے ہوئے بولی ۔

"ہاں۔۔ تو بس ہو سکتا ہے کوئی مسئلہ ہو گیا ہو۔۔ "دادا جان ذرا تسلی سے بولے۔ "عابد پریشان نہیں ہوتے بیٹا۔۔ آتی ہو گی۔۔ "انہوں نے تسلی آمیز لہجے میں کہا جس پہ ثریا حیران ہونے لگی۔

"ابا جی۔۔۔ آپ اب سائیڈ لے رہے ہیں اسکی۔۔۔۔ اس وقت کون سے مسائل ہو سکتے ہیں آپ بہتر جانتے ہیں۔۔۔ "وہ طنز کے تیر چلاتے ہوئے بولی۔

"ثریا۔۔ "اسکی بات سنتے ہی عابد صاحب جو پر سکون ہوئے تھے، گرج اٹھے۔ جبکہ دادی تسبیح ہاتھ میں لیے اسے گھورنے لگیں۔ لیکن وہ عابد صاحب کے دل میں شک کا بیج کافی حد تک بو چکی تھی۔ جو کس قدر تناور ہونے والا ہے؟ کسی کو اندازہ نہیں تھا۔

سب نے ثریا کی طرف حیرانی سے دیکھا تو وہ منہ بسورتے ہوئے کمرے سے باہر نکل آئی جیسے اسے کسی کی کوئی پرواہ ہی نہ ہو۔

******

وہ ذرا آگے کو جھکا اور اسے کافی کا کپ پکڑاتے ہوئے بولا۔ "لیجیئے۔۔۔ "

"شکریہ۔۔۔ " وہ دھیما سا مسکرائی۔ ٹھنڈی ہوا اور اس میں موجود خنکی کافی حد تک انہیں ٹھنڈ کا

احساس دلا رہی تھی کہ وہ سردی سے کانپنے لگی۔ اسی لئے ناچاہتے ہوئے بھی اس نے کافی پکڑ لی۔

"ٹھنڈ لگ رہی ہے کیا؟؟ " وہ اسے کانپتا ہوا دیکھ کر اسکے ساتھ بنچ پر چار قدم کے فاصلے پر بیٹھ گیا۔

"نہیں۔۔۔ نہیں تو۔۔۔ "خاموشی کو توڑتے ہوئے وہ سنجیدگی سے کانپنے لگی تھی۔

"اممم۔۔۔ "وہ نیم انداز میں مسکرایا۔ "تو پھر کانپ کیوں رہی ہیں۔۔۔ "وہ کچھ دیر توقف کے بعد بولا۔

"نہیں۔۔۔ نہیں تو۔۔ "اس نے خود کو کانپنے سے روکا اور کافی کے کپ کو منہ لگایا۔ کافی کا گرم کپ جوں ہی اسکے ہونٹوں سے ٹکرایا تو اسے سکون سا محسوس ہوا۔ "سوری۔۔ "وہ شرمندگی سے بولی۔

"سوری۔۔۔ لیکن کس لئے؟؟ "

"میری وجہ سے۔۔۔ میری وجہ سے آپ کو تکلیف ہوئی۔۔ "وہ نظریں چراتے ہوئے کافی کے کپ کی طرف دیکھنے لگی۔

"اٹس اوکے۔۔۔ "وہ دھیما سا مسکرایا۔ " جو ہونا تھا۔۔۔ وہ ہو گیا۔۔ اب آپ پلیز۔۔۔ معافی مت مانگیئے۔ "وہ سنجیدگی سے بولا۔ اور اٹھ کر اپنا جیکٹ اتار کر اس کے کندھوں پر دینے ہی لگا تھا کہ اس نے اسے روکا۔

"یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ کیا کر رہے ہیں آپ؟؟ " وہ حیرانگی سے اسکا چہرہ دیکھتے ہوئے بولی۔

"ٹھنڈ بہت ہے نا! پلیز۔۔ کور یور سیلف۔۔ "وہ فکرمندی سے بولا۔

"سر! پلیز " ! وہ تیزی سے جیکٹ کو اتارتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"یہاں کوئی فلم کا سین نہیں چل رہا جو آپ۔۔ "

مقابل بھی اسکے سامنے آ کھڑا ہوا اور اسکی بات سن کر وہ کھکھلا کر ہنسا۔

"رہنے دیجئے نا۔۔ "وہ ضد کرتے ہوئے فکرمندی سے بولا جیسے وہ برسوں سے اسے جانتا ہو۔

"پہلے ہی آپکو میری وجہ سے۔۔۔ "وہ بات کرتے کرتے رکا۔ " اور اب آپ کی طبیعت خراب ہو گئی تو۔۔۔ "وہ خدشہ ظاہر کرتے ہوئے بولا جبکہ وہ اسکی بات سنتے ہی چونکی۔

"دیکھئے سر۔ "وہ خود کو اور اپنے ہزاروں جذبات کا گلا گھونٹتے ہوئے بولی۔

"پلیز۔۔۔آپکو میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔ "وہ تھوڑا گستاخ لہجے میں ٹھنڈی آہ بھر کر بولی تو وہ خاموشی سے اسے دیکھتا ہی رہ گیا جیسے کوئی مخفی چیز اس کے چہرے یا آنکھوں میں کھوج رہا ہو۔

"آخر آپ مجھے غلط کیوں سمجھتی ہیں؟؟ "وہ کچھ دیر توقف کے بعد بولا۔

"میں کیوں سمجھنے لگی آپکو غلط؟؟ "وہ لاپرواہی سے بولی۔

"تو پھر ایسا رویہ کیوں؟؟ "وہ دکھ سے بولا۔

وہ اسکی کسی بھی بات کا جواب دیئے بغیر بنچ پر بیٹھی۔اس نے جیکٹ اس کے ہاتھ میں تھمائی اور ادھر ادھر دیکھنے لگی تو وہ بے بس ہو کر اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

AESTHETICNOVELS.ONLINE
-Explore, Dream and Read